سَلَفِ کِرام

اور

تعظیمِ اہلبیتِ عِظام

(چالیس حکایات)

از قلم

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی فضل هذه الامة علی سائر الامم الماضین . بنیها محمد ﷺ سید الاولین والآخرین . وجعل ذریته ﷺ منبعا للخیر واماناً للامة من الاختلاف فی الدین . وجعل دوام الدنیا بدوامه ﷺ ودوام اهلِ بیته علی ممر الدهور والسنین . فسبحان الله من جعلهم رحمة للعالمین . اللهم صل وسلم وبارك علی هذا النبی الکریم سیدنا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین . صلاة وسلاما دائمَین ماهبت الریح فی کل وقت وحین.

آل طه یاآل خیر نبی ..... جدکم خیرة وأنتم خیار

أذهب الله عنکم الرجس أهل ال .... بیت قدما فأنتم الأطهار

لم یسل جدکم علی الدین أجرا ..... غیر ود القربی ونعم الإجار

حبکم جنة لکل فؤاد ..... فیه حب الأصحاب والبغض نار

رضی الله عنکم وأنتم الن..... ور فیکم وإن أبی الکفار

ہم جس پر فتن دور سے گزر رہے ہیں اس میں جہاں دیگر فتنوں کی بھرمار ہے وہیں "فتنۂ بغضِ آلِ رسول ﷺ" بھی ہے۔ مولوی حضرات کی ایک بڑی تعداد کسی نا کسی درجہ پر اس فتنہ میں ڈوبی نظر آتی ہے۔ کچھ لوگ تو آلِ رسول ﷺ کے کھلے دشمن ہیں اور کچھ لوگ آلِ رسول ﷺ کے بارے میں "شدید انقباضِ قلبی" کا شکار ہیں۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ "انقباضِ قلبی" کے معاملہ میں ان گنت مولوی ملوث ہیں۔

یہ بات اپنی جگہ ہے کہ بعض لوگوں کے ہاں اس انقباض کا سبب گستاخان اور دشمنانِ

صحابہ کی مخالفت ہے۔ لیکن یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ "دشمنانِ صحابہ" کی مخالفت میں "آلِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" ہی سے رخ پھیر لیا جائے۔ اور سچ یہ ہے کہ اس روگردانی کا نقصان آلِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ہرگز نہیں، اس کا نقصان اسی کو ہے جو آلِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے منہ پھیرتا ہے۔

آل واصحاب کے معاملے میں سب سے اہم امر ہے "توازن برقرار رکھنا"۔ جو ناہنجار حبّ ِ آلِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بہانے اصحابِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بے ادبی کر بیٹھے وہ بھی توازن کھو چکے ہیں اور جو بدبخت تعظیمِ اصحاب کی آڑ میں آلِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بغضی یا کم از کم آلِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے "تنگ دل" ہوئے بیٹھے ہیں وہ بھی توازن کھو چکے ہیں۔

دشمنانِ اصحابِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی گمراہی اور بددینی میں تو کسی ایماندار کو ذرہ بھر بھی شک نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس وقت سب سے زیادہ خطرناک وہ مولوی حضرات ہیں جو اہلِسنت کی صفوں میں چھپ کر "تعظیمِ صحابہ" کے عنوان سے "آلِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" کے لیے "تنگ دلی" کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ سادہ لوح سنیوں کے لیے ایسے بدبختوں کا وار سمجھنا بہت مشکل ہے، کیونکہ ایسے لوگ "تعظیمِ صحابہ" کے نعرے لگاتے ہیں۔ اور سچا سنی تو صحابہ کے نام پہ جان دینے کو بھی سعادت سمجھتا ہے، لہذا ایسے لوگوں کے چنگل میں بآسانی پھنس جاتا ہے۔

خاندانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے متعلق تنگ دل مولویوں کی تحریک کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ

سادات کی تعظیم و تکریم بھول گئے۔ بظاہر دیندار سمجھے جانے کے باوجود خاندانِ رسول ﷺ کے لیے کوئی امتیازی حیثیت ماننے سے "عملاانکاری" نظر آتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ سید الرسل ہونے کے باوجود اپنے خاندانِ عالی شان کا اکرام فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرمایا:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكْرِمُ بَنِي هَاشِمٍ

یعنی رسول اللہ ﷺ بنوہاشم کا اکرام فرمایا کرتے تھے۔

(الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع 1/ 345)

اور سیدنا مولا علی مشکل کشا شیر خدا اکرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی ذاتِ والا کے لیے تو شفقتیں بے مثال تھیں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے حضرت علی کو سینے سے لگایا اور ان کا بوسہ لیا، پھر فرمایا:

بِأَبِي الْوَحِيدُ الشَّهِيدُ بِأَبِي الْوَحِيدُ الشَّهِيدُ

میرا باپ ان پہ قربان، تنہارہ جانے والا، شہید کر دیا جانے والا۔ میرا باپ ان پہ قربان ، تنہارہ جانے والا، شہید کر دیا جانے والا۔

(مسند ابی یعلی 4576)

اپنے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کا اکرام اور ان کے سامنے انتہائی پست آواز میں گفتگو کرنا، اپنی بیٹیوں کے معاملے میں بے مثال شفقت، بالخصوص سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کے لیے اٹھ کر کھڑے ہو جانا اور اپنی جگہ پہ بٹھانا، حسنینِ کریمین اور سیدہ امامہ کو نماز کے دوران اٹھانا، اپنے نواسوں کے لیے سجدے لمبے کرنا، خطبہ روک دینا، اور اس قسم کے دیگر ان گنت امور اہلِ ایمان سے ڈھکے چھپے نہیں۔

لیکن اس کے باوجود "تعظیمِ صحابہ" کے نام پر اس خاندانِ عالی شان کو پسِ پشت ڈالنا سوائے حرماں نصیبی کے کچھ بھی نہیں۔

جن صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے نام پر یہ حضرات آلِ رسول ﷺ کو پسِ پشت ڈالے ہوئے ہیں، اُن صحابہ کے سردار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا کردار یہ ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا:

آئیں امِ ایمن رضی اللہ تعالی عنہا کی زیارت کو چلیں جیسے رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔

راویٔ حدیث حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ:

جب ہم امِ ایمن رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس پہنچے تو آپ رو پڑیں۔

شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:
آپ کیوں رو رہی ہیں؟ جو رب جل وعلا کے ہاں ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے زیادہ بہتر ہے۔
ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں:
میں اس لیے نہیں رو رہی کہ مجھے اس بات کا علم نہ ہو کہ جو کچھ رب جل وعلا کے ہاں ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ میں اس لیے روئی کہ آسمان سے وحی آنا رک گئی ہے۔
ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات نے شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی رلا دیا اور آپ دونوں بھی ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رونے لگ گئے۔
(صحیح مسلم 2454، سنن ابن ماجہ 1635)
ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنابِ رسول اللہ ﷺ کے نسبی قرابت داروں میں سے نہیں، لیکن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیاتِ مصطفی ﷺ میں بخوبی اندازہ کیا تھا کہ سرورِ عالم ﷺ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عزت دیتے اور ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے ہیں، تو باوجود نسبی رشتہ نہ ہونے کے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "تعلقِ مصطفی ﷺ" کا لحاظ رکھا اور ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کے لیے جا پہنچے۔
جہاں تعلق "نسبی رشتے" سے کہیں کم ہے، سیدنا صدیقِ اکبر اس تعلق کی اس قدر رعایت فرما رہے ہیں لیکن کتنے دکھ کی بات ہے کہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نام لیوا اُس تعلق سے کہیں زیادہ مضبوط تعلق کو پائے مال کرنے کو "حبِ اصحاب" کا نام دیئے بیٹھے ہیں۔

اس لیے ضروری سمجھا کہ اپنے سنی بھائیوں کو "سَلَفِ کِرام کا اندازِ تعظیمِ اہلبیتِ عِظام" بتلایا جائے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ دورِ حاضر میں تعظیمِ صحابہ کے بہانے یا بالفاظِ دیگر "دشمنانِ صحابہ سے مخالفت کے پردے میں" خانوادۂ رسول ﷺ سے دور کرنے والے لوگ سَلَفِ صالحین کے طریقہ پر نہیں۔

سَلَفِ صالحین کے ہاں اصحابِ رسول ﷺ کی بے ادبی کی کوئی گنجائش نہ تھی، لیکن اس کے باوجود ان کی زندگیاں "آلِ رسول ﷺ کی غلامی" سے عبارت نظر آتی ہیں۔ جبکہ دورِ حاضر میں زبانی طور پر آلِ رسول ﷺ کی عظمت ماننے کے باوجود مولویوں کی ایک بھاری اکثریت عملی طور پر اس عظمت کی سرے سے منکر ہو چکی ہے۔

بہر حال:

اس سلسلے کی حکایات اعداد و شمار سے باہر ہیں، لیکن چالیس کے عدد کو ملحوظ رکھتے ہوئے "چالیس حکایات" سپردِ قلم کی ہیں۔ آخرت کے طالب کے لیے اس قدر میں کفایت ہے، رہی بات ہر بات کو "کج بحثی اور کٹ حجتی" کے بھینٹ چڑھانے والوں کی، تو ان کے لیے کئی دفتر بھی ناکافی ہیں۔

البتہ ایک بات پہ تنبیہ انتہائی ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے بغض کو "حبّ آلِ رسول ﷺ" کا نام دینا، یا

محبتِ خانوادۂ رسول ﷺ کے پردے میں اصحابِ رسول ﷺ کی بے ادبی کرنا سراسر گمراہی ہے۔ آلِ رسول ﷺ سفینۂ نجات ہے تو اصحابِ حضور ﷺ نجومِ ہُدیٰ۔ کسی ایک سے بھی مستغنی ہونے والا یا غرق ہو جائے گا یا بھٹک کر مرے گا۔

اہلِ سنت کا بیڑا پار اصحابِ حضور نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اللہ کریم جل وعلا سے دعا ہے کہ وہ کریم مجھ ناکارہ کو دارین میں آلِ رسول ﷺ کی نوکری میں رکھے، اور ان سطور کو اہلِ اسلام کے لیے نفع بخش بنائے۔

آمین

بحرمۃ آلِ النبی الامین

صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

یکے از سگانِ کوچۂ آلِ رسول ﷺ

محمد چمن زمان نجم القادری

جامعۃ العین۔ سکھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکایت نمبر (1):

تاجدارِ صداقت اور خانوادۂ رسول ﷺ:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے:

وَاللَّهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح بخاری 3712، 4035، 4240، صحیح مسلم 1759)

اور تاریخِ دمشق وغیرہ میں اس روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر اہلبیتِ کرام سے فرمایا:

واللہ لأن أصلكم أحب إلى من أصل أهل قرابتی لقرابتكم من رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ولعظيم حقه الذى جعله له على كل مسلم

اللہ کی قسم! آپ لوگوں سے تعلق بنانا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے

زیادہ محبوب ہے۔ آپ لوگوں کے رسول اللہ ﷺ سے تعلق اور آپ ﷺ کے عظیم حق کی وجہ سے جسے اللہ جل وعلا نے حضور ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے ہر مسلمان پر لازم کیا ہے۔

(تاریخ دمشق 30/288)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کے بارے میں آپ ﷺ کا لحاظ کرو۔

(صحیح بخاری 3713، 3751)

اور امام دار قطنی کی روایت کردہ بعض روایات میں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ جملے بر سرِ منبر فرمائے۔

(جواہر العقدین 170)

حکایت نمبر (2):

امام حسن، صدیقِ اکبر کے کاندھے پر:

عقبہ بن حارث کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے چند دن بعد میں نمازِ عصر کے بعد سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نکلا اور سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم حضرت ابو بکر صدیق کے پہلو میں چل رہے تھے۔ سیدنا ابو بکر

صدیق کا گزر سیدنا امام حسن کے پاس سے ہوا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اٹھا کر اپنی گردن پہ سوار کر لیا اور فرمانے لگ گئے:

بِأَبِي, شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ, لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ

میرے والد ان پہ قربان! یہ تو حضور ﷺ جیسے ہیں، حضرت علی جیسے نہیں ہیں۔
اور سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر مسکرا رہے تھے۔

(صحیح البخاری 3542، 3750، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم 409)

الفاظ "الآحاد والمثانی" کے ہیں۔

حکایت نمبر (3):

امامِ حسن، بر سرِ منبر صدیقِ اکبر کی گود میں:

عبد الرحمن اصبہانی کہتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبرِ رسول ﷺ پہ بیٹھے ہوئے تھے تو سیدنا امامِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لائے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

انْزِلْ عَنْ مَجْلِسِ أَبِي

میرے نانا کی جگہ سے نیچے اتریئے۔۔۔!!!

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

صَدَقْتَ إِنَّهُ مَجْلِسُ أَبِيكَ

آپ نے سچ فرمایا، یہ آپ کے نانا ﷺ ہی کی جگہ ہے۔

پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا امام حسن کو اپنی گود میں بٹھالیا اور حضرت ابو بکر صدیق کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت مولا علی تشریف فرما تھے، آپ نے سیدنا ابو بکر صدیق سے فرمایا:

امام حسن نے یہ بات میرے کہنے پر نہیں کہی۔۔۔!!!

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا مولا علی سے فرمایا:

آپ سچ فرما رہے ہیں۔ اللہ کی قسم مجھے آپ پہ کسی قسم کا سوءِ ظن نہیں۔

(معجم ابن الاعرابی 831، تاریخِ دمشق 30/307)

حکایت نمبر (4):

فرمانِ فاروقی، سر کے بال اہلبیت نے اگائے:

اسی طرح کا واقعہ سیدنا امام حسین کا حضرت سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم کے ساتھ مروی ہے۔ ابو البختری کہتے ہیں کہ:

حضرت سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو جنابِ سیدنا امام حسین نے اٹھ کر فرمایا:

انْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ أَبِي

میرے نانا کے منبر سے نیچے اتر آیئے!

حضرت سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم نے فرمایا:

مِنۡبَرُ أَبِيكَ لا مِنۡبَرُ أَبِي

یعنی یقینا یہ منبر آپ کے نانا گرامی کا ہے، میرے باپ دادا کا ہر گز نہیں۔

پھر سیدنا عمر فاروق نے سیدنا امام حسین سے پوچھا:

آپ کو ایسا کہنے کا کس نے کہا؟

یہ سن کر حضرت سیدنا مولا علی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے:

یہ بات انہیں کسی نے نہیں کہی۔

پھر سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے سیدنا امام حسین کو ڈانٹا تو سیدنا عمر فاروق نے فرمایا:

انہیں کچھ مت کہو۔ انہوں نے سچ ہی تو کہا ہے، منبر ان کے نانا ہی کا تو ہے۔

(تاریخِ دمشق 30/307)

طبقاتِ ابن سعد میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

میں نے سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا:

انزل عن منبر أبي واصعد منبر أبيك

میرے نانا کے منبر سے اتر جایئے اور جا کر اپنے باپ کے منبر پہ بیٹھیے۔

سیدنا عمرِ فاروق نے مجھ سے فرمایا:

إن أبي لم يكن له منبر

میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔

پھر سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ جب منبر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے۔ مجھ سے فرمایا:

بیٹا! آپ کو یہ کس نے سکھایا ہے؟

میں نے جواب دیا: مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔

حضرت عمرِ فاروق نے فرمایا:

بیٹا! آپ ہمارے پاس تشریف لایا کرو۔

سیدنا امام حسین فرماتے ہیں: ایک روز میں سیدنا عمرِ فاروق کے پاس آیا تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے تھے۔ حضرت عمرِ فاروق کے بیٹے جنابِ عبد اللہ دروازے پہ تھے لیکن انہیں اندر جانے کی اجازت نہ ملی۔ لہذا میں بھی واپس پلٹ گیا۔

اس کے بعد حضرت عمرِ فاروق سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

آپ ہمارے پاس آتے نہیں؟

میں نے کہا:

میں آیا تھا اور آپ حضرت معاویہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے تھے۔ میں نے آپ کے بیٹے حضرت عبد اللہ کو واپس پلٹتے دیکھا تو میں بھی واپس پلٹ گیا۔

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

أنت أحق بالإذن من عبد الله بن عمر

آپ عبد اللہ بن عمر سے زیادہ اجازت کے حقدار ہیں۔

إنما أنبت في رءوسنا ما ترى الله ثم أنتم

ہمارے سروں پہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، وہ رب نے اگایا پھر آپ نے اگایا۔

(الطبقات الکبری 1/ 394،395)

حکایت نمبر (5):

مولا علی کے لیے صدیقِ اکبر جگہ چھوڑ دیں۔۔۔:

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجدِ نبوی شریف میں جلوہ فرما تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کو گھیرے بیٹھے تھے۔ اچانک سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم حاضر ہوئے اور بیٹھنے کے لیے جگہ ڈھونڈنے لگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے چہروں کی جانب دیکھ رہے تھے کہ حضرت مولا علی کو کون جگہ دے گا۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب موجود تھے۔ (آپ نے جب سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کو کھڑے دیکھا تو) آپ اپنے جگہ سے سرک گئے اور فرمایا:

ها هنا يا أبا الحسن

اے ابو الحسن! یہاں تشریف لائیے۔

سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق دونوں کے سامنے بیٹھ گئے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس پہ خوشی دیکھی۔

پھر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا:

یا أبا بکر إنما یعرف الفضل لأهل الفضل ذوو الفضل

اے ابو بکر! فضیلت والے ہی فضیلت والوں کی فضیلت کو پہچانتے ہیں۔

(تاریخِ دمشق 42/365،366)

حکایت نمبر (6):

صدیقِ اکبر کی جگہ عمِّ رسول ﷺ:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پہلو میں سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمرِ فاروق بھی موجود تھے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ کے چچا سیدنا عباس بن عبد المطلب تشریف لائے تو سیدنا ابو بکر صدیق نے ان کے لیے جگہ وسیع کر دی

(یعنی اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور حضرت عباس کو بیٹھنے کے لیے جگہ دے دی)

یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق سے فرمایا:

إنما يعرف الفضل لأهل الفضل أهل الفضل

اہلِ فضل کے فضل کو فضل والے ہی پہچانتے ہیں۔

(تاریخِ دمشق 26/334)

سیدنا امام جعفر صادق اپنے والدِ گرامی اور وہ اپنے جدِّ امجد سے روایت کرتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو سیدنا ابو بکر صدیق حضور ﷺ کی دائیں جانب بیٹھتے اور سیدنا عمرِ فاروق حضور ﷺ کی بائیں جانب۔ جبکہ سیدنا عثمان ذو النورین رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا کرتے اور حضرت عثمان سیدِ عالم ﷺ کے کاتب تھے۔ پھر جب سیدنا عباس بن عبد المطلب تشریف لاتے تو سیدنا ابو بکر صدیق اپنی جگہ سے ہٹ جاتے اور وہاں سیدنا عباس بن عبد المطلب تشریف رکھتے۔

(تاریخِ دمشق 26/344)

حکایت نمبر (7):

صدیقِ اکبر کی نگاہ رخِ مولا علی کا طواف کرتے:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ:

میں نے اپنے والدِ گرامی سیدنا ابو بکر صدیق کو سیدنا مولا علی کے چہرے کی طرف بار

بار دیکھتے دیکھا۔

میں نے عرض کی:

ابا جان! آپ حضرت علی کے چہرے کی جانب بار بار دیکھتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

بیٹی! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

النظر إلى وجه علي عبادة

علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

(تاریخِ دمشق 42/350)

فائدہ: متنِ حدیث مختلف طرق سے حضرت معاذ بن جبل، ام المؤمنین سیدہ عائشہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت جابر، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرمایا کرتی تھیں:

زينوا مجالسكم بذكر علي

یعنی حضرت مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے ذکر سے اپنے محافل کو سجایا کرو۔

(جواہر العقدین 171)

حکایت نمبر (8):

شانِ مولا علی، بزبانِ صدیقِ اکبر:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے چھ دن بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجوہہما قبرِ رسول ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔

سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق سے فرمایا:

اے خلیفۂ رسول! آپ آگے بڑھیے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

ما کنت لاتقدم رجلا سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول فیہ: علی منی کمنزلتی من ربی

میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

میرے سامنے علی کی وہی حیثیت ہے جو دربارِ خداوندی میں میری حیثیت ہے۔

(جواہر العقدین 171)

حکایت نمبر (9):

فرمانِ فاروقی، مولا علی سے بغض حضور ﷺ کی تکلیف کا سبب:

سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم کی موجودگی میں ایک شخص نے سیدنا مولا علی کے بارے میں کچھ نامناسب بات کی تو سیدنا فاروقِ اعظم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قبرِ انور کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

تَعْرِفُ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ؟

کیا اس قبر والی ذات کو پہچانتے ہو؟

پھر فرمایا:

یہ ذاتِ والا: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب (یعنی جنابِ عبد المطلب کے پوتے) ہیں اور (حضرت علی) علی بن ابی طالب بن عبد المطلب (یعنی آپ بھی جنابِ عبد المطلب کے پوتے) ہیں۔

پھر فرمایا:

فَإِنَّكَ إِنْ أَبْغَضْتَهُ آذَيْتَ هَذَا فِي قَبْرِهِ

تو اگر تمہیں حضرت علی سے بغض ہے تو تم رسول اللہ ﷺ کو ان کی قبر میں تکلیف دے رہے ہو۔

(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1089، تاریخِ دمشق 42/519)

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا يَتِمُّ شَرَفٌ إِلَّا بِوِلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَوَدَّتِهِ

جان لو کہ کوئی شَرَف مکمل نہیں ہوتا مگر مولا علی کی ولایت اور آپ کی مودت سے۔

(المجالس العشرة الأمالي للحسن الخلال 07)

حکایت نمبر (10):

فرمانِ فاروقی، علی میرے مولا ہیں:

ایک بار حضرت عمرِ فاروق سے لوگوں نے کہا:

آپ سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جو باقی صحابہ کے ساتھ نہیں کرتے۔(اس کی کیا وجہ ہے؟)

حضرت عمر نے فرمایا:

وہ میرے مولا ہیں۔

(تاریخِ دمشق 42/235، سمط النجوم العوالی 3/36، جواہر العقدین 174)

ایک بار دو دیہاتی اپنا جھگڑا حضرت عمر کے پاس لے کر آئے تو حضرت عمر نے سیدنا مولا علی سے فرمایا:

ان کے بیچ فیصلہ کر دیجیے۔

حضرت علی نے فیصلہ کر دیا تو ایک نے (ازراہِ حقارت) کہا:

یہ ہمارے بیچ فیصلہ کریں گے؟

جیسے ہی حضرت عمر نے اس کا یہ جملہ سنا تو جلدی سے اٹھ کر اس کا گریبان پکڑ لیا، پھر فرمایا:

تم جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟

هذا مولای و مولی کل مؤمن, و من لم یکن مولاه فلیس بمؤمن

یہ میرے بھی مولا ہیں اور ہر مؤمن کے مولا ہیں۔ اور جس کے یہ مولا نہیں وہ مؤمن ہی نہیں۔

(جواہر العقدین 175، الریاض النضرۃ 3/128)

حکایت نمبر (11):

خاندانِ رسول ﷺ کا وسیلہ اور سیدنا فاروقِ اعظم:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ:

عامِ رمادہ (17 ہجری) کو ہمیں قحط سالی آن پہنچی۔ ہم نے بارش کی دعا کی لیکن بارش نہیں ہوئی۔ پھر بارش کی دعا کی پھر بھی بارش نہ ہوئی۔ پھر بارش کی دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی تو سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

لأستسقین غدا بمن یسقینی الله

کل میں ان نفوسِ قدسیہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کروں گا جن کی برکت سے اللہ

جل وعلا مجھے ضرور بارش عطا فرمائے گا۔

لوگوں نے کہا:

کس کے وسیلے سے؟ مولا علی، امامِ حسن، امامِ حسین کے وسیلے سے؟

جب صبح ہوئی تو سیدنا عمرِ فاروق سیدنا عباس کے دروازے پہ جا پہنچے اور دروازہ بجایا۔

سیدنا عباس بن عبد المطلب نے فرمایا: کون؟

حضرت عمرِ فاروق نے فرمایا: عمر

سیدنا عباس نے فرمایا: کیا کام ہے؟

حضرت عمر نے فرمایا: باہر تشریف لائیے تاکہ ہم آپ کے وسیلے سے اللہ جل وعلا کی بارگاہ میں بارش کی دعا کریں۔

سیدنا عباس بن عبد المطلب نے فرمایا: آپ بیٹھیں۔

پھر سیدنا عباس بن عبد المطلب نے خاندانِ بنی ہاشم کی جانب پیغام بھیجا کہ سب وضو کر کے اور اچھے کپڑے پہن کر آئیں۔

جب سب لوگ آ گئے تو سیدنا عباس بن عبد المطلب نے ان کے لیے خوشبو نکالی اور انہیں لگائی۔

پھر باہر تشریف لائے تو سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کو اپنے آگے سامنے رکھا، امامِ حسن دائیں جانب، امامِ حسین بائیں جانب، باقی خاندانِ بنی ہاشم پیچھے۔

پھر سیدنا عمرِ فاروق سے فرمایا: ہمارے بیچ کوئی دوسرا نہ ملائیے۔

پھر سیدنا عباس بن عبد المطلب جائے نماز پہ آئے۔ اللہ جل وعلا کی حمد وثنا کی اور عرض کی:

اے اللہ! تو نے ہمیں تخلیق فرمایا اور ہمیں بنانے سے پہلے ہمارے اعمال کو جانتا ہے۔ تیرے ہمارے بارے میں علم نے تجھے ہمیں رزق دینے سے منع نہ فرمایا۔ جیسا تو نے ہم پر پہلے فضل فرمایا اب بھی ہم پہ فضل فرما۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے کہ بادل چھا گئے اور ہمارے گھروں کو پہنچنے سے پہلے ہم بھیگ گئے۔

یہ دیکھ کر سیدنا عباس بن عبد المطلب نے پانچ بار فرمایا:

میں مُسْقِیّ (یعنی جس کی دعا پہ پانی عطا کر دیا جاتا ہے۔) ابنِ مُسْقِیّ ہوں، میں مُسْقِیّ ابنِ مُسْقِیّ ہوں، میں مُسْقِیّ ابنِ مُسْقِیّ ہوں، میں مُسْقِیّ ابنِ مُسْقِیّ ہوں، میں مُسْقِیّ ابنِ مُسْقِیّ ہوں۔

(تاریخ دمشق 26/361،362)

حکایت نمبر (12):

خلفائے ثلاثہ اور اکرامِ عمِّ رسول ﷺ:

ابنِ شہاب زہری کہتے ہیں کہ:

حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمرِ فاروق اپنے اپنے دورِ ولایت میں، ان میں سے جس کی بھی حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب سے ملاقات ہوتی، اگر حضرت ابو بکر

یا حضرت عمر سوار ہوتے تو سواری سے نیچے اتر آتے اور حضرت عباس کے ساتھ پیدل چل پڑتے، یہاں تک کہ حضرت عباس اپنے گھر پہنچ جاتے۔

(تاریخِ دمشق 26/374)

اور علامہ ابن عبد البر نے ذکر کیا کہ: سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم اور سیدنا عثمانِ ذوالنورین کے پاس سے جب بھی حضرت عباس بن عبد المطلب کا گزر ہوتا، اگر حضرت عمر اور حضرت عثمان سواری پر سوار ہوتے تو سیدنا عباس بن عبد المطلب کے احترام میں نیچے اتر آتے، یہاں تک کہ سیدنا عباس بن عبد المطلب وہاں سے گزر جاتے۔

(الاستیعاب 2/814)

حکایت نمبر (13):

حضور ﷺ کے قریبی سب سے پہلے:

حضرت سیدنا امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے دیوان ترتیب دینا چاہا تو لوگوں سے مشورہ لیا:

بِمَنْ تَرَوْنَ أَنْ أَبْدَأَ؟

تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کس سے شروعات کروں؟

آپ سے کہا گیا:

ابْدَأْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ بِكَ

اپنے قریب والوں سے شروع کریں، پھر ان کے قریب والوں سے۔

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

بَلْ أَبْدَأُ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(اپنے قریبیوں سے نہیں) بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریبیوں سے شروع کروں گا اور پھر ان کے قریبیوں سے۔

(مسند الشافعی ص326)

حکایت نمبر (14):

قرابتِ رسول ﷺ باعثِ تفضیل و تقدیم:

حضرت سیدنا عمرِ فاروق نے اپنے دورِ خلافت میں جب وظائف مقرر فرمائے تو بدری صحابہ کے لیے پانچ پانچ ہزار مقرر فرمائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالی عنہن کے لیے بارہ بارہ ہزار مقرر فرمائے۔ اور سیدنا عباس بن عبد المطلب کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے بارہ ہزار مقرر فرمائے۔ حضرت اسامہ بن زید کے لیے چار ہزار اور سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما کے لیے رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے پانچ پانچ ہزار مقرر فرمائے۔ جبکہ اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر کے لیے تین ہزار۔

حضرت عبد اللہ بن عمر نے عرض کی:

حضرت اسامہ کے لیے چار ہزار اور میرے لیے تین ہزار کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ ان کے والد کی کوئی ایسی فضیلت نہ تھی جو آپ کو حاصل نہ ہو اور نہ جنابِ اسامہ کی کوئی ایسی فضیلت ہے جو مجھ میں نہ ہو؟

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

إِنَّ أَبَاهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِيكَ وَهُوَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ مِنْكَ

ان کے والدِ گرامی تیرے باپ کی نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب تھے اور وہ خود یعنی اسامہ بن زید تمہاری نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب تھے۔

(مسند البزار 1 / 407، شرح معانی الآثار 5434)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمرِ فاروقِ اعظم سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین سے محبت فرماتے تھے اور آپ دونوں کو اپنی اولاد پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

(جواہر العقدین 174)

حکایت نمبر (15):

فاروقِ اعظم کی چادر پہ مولا علی جلوہ گر:

ایک روز سیدنا عمرِ فاروق نے حضرت مولا علی کو نہ پایا تو پوچھا:

حضرت علی کہاں ہیں؟

بتایا گیا: وہ اپنی زمین پہ گئے ہیں۔

حضرت عمر نے حاضرین سے کہا: میرے ساتھ چلو۔

سب لوگ سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ کام میں مصروف ہیں۔ سب لوگوں نے (بشمول سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم جو اس وقت امیر المؤمنین تھے) حضرت علی کے ساتھ کام میں لگ گئے۔ کچھ دیر کام کرنے کے بعد بیٹھ کر باتیں کرنے لگ گئے۔

حضرت مولا علی نے سیدنا عمرِ فاروق سے فرمایا:

اے امیر المؤمنین! اگر آپ کے پاس بنی اسرائیل کی کوئی قوم آئے اور ان میں سے کوئی شخص آپ کو کہے کہ میں حضرت موسی کا بیٹا ہوں تو کیا آپ اسے باقیوں پر ترجیح دیں گے؟

حضرت عمر نے فرمایا: ہاں۔

سیدنا مولی علی نے فرمایا:

تو اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کا بھائی اور ان کا چچازاد ہوں۔

یہ سنتے ہی سیدنا عمرِ فاروق نے اپنی چادر اتاری اور اسے بچھا کر فرمایا:

اللہ کی قسم! جب تک ہم اکٹھے ہیں آپ اس چادر کے اوپر بیٹھیں گے۔

پھر جب تک سب لوگ وہاں موجود رہے سیدنا مولا علی چادر پر تشریف فرما رہے۔

(جواہر العقدین 174)

حکایت نمبر (16):

حضرت زید بن ثابت اور جنابِ ابنِ عباس:

ایک روز حضرت زید بن ثابت ایک نمازِ جنازہ (یعنی اپنی والدہ کا جنازہ) پڑھ کر سوار ہونے لگے تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے رِکاب تھامی۔

حضرت زید نے کہا:

لَا تَفْعَلْ یَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچازاد! ایسا مت کیجیے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا:

ھٰکَذَا أُمِرْنَا أَنْ نَفْعَلَ بِعُلَمَائِنَا

ہمیں ہمارے علماء سے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت زید نے کہا: اپنا ہاتھ دکھایئے۔

جب حضرت ابن عباس نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو حضرت زید بن ثابت (جو حضرت عبد اللہ بن عباس کے استاذ بھی تھے، آپ) نے حضرت عبد اللہ بن عباس کا ہاتھ چوما اور فرمایا:

ھٰکَذَا أُمِرْنَا أَنْ نَفْعَلَ بِأَھْلِ بَیْتِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہلِ بیت کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(المجالسۃ وجواہر العلم 1314، جامع بیان العلم وفضلہ 832، الرخصۃ فی تقبیل الید لابن مقریٔ 30، تاریخ دمشق 19/326، 73/190)

حکایت نمبر (17):

حضرت ابو عثمان نے کوفہ چھوڑ دیا:

حضرت ابو عثمان نہدی (آپ نے دورِ رسالت پایا مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے) کوفہ کے رہائشی تھے۔ جب سیدنا امامِ حسین کو شہید کیا گیا تو آپ کوفہ چھوڑ کر بصرہ چلے گئے اور فرمایا:

لَا أَسْكُنُ بَلَدًا قُتِلَ فِيهِ ابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں اس شہر میں نہیں رہ سکتا جس میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نواسہ کو شہید کر دیا گیا ہو۔

(المجالسۃ وجواہر العلم 1994)

حکایت نمبر (18):

سلیمان بن عبد الملک اور اکرامِ سرِ حُسَین:

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ:

سلیمان بن عبد الملک نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ فرما رہے تھے اور اسے بشارت دے رہے تھے۔

صبح ہوئی تو سلیمان بن عبد الملک نے حضرت حسن بصری سے اس بارے میں پوچھا تو جنابِ حسن بصری نے فرمایا:

شاید تم نے اہلِ بیتِ مصطفی ﷺ کے ساتھ کوئی نیکی کی ہے۔۔۔!!!

سلیمان بن عبد الملک نے کہا:

ہاں! میں نے سیدنا امام حسین کا سرِ اقدس یزید کے خِزانہ (الماری یا سامان رکھنے کی جگہ) میں پایا تو میں نے اسے پانچ کپڑے پہنائے اور اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر نمازِ جنازہ اداء کی اور سرِ اقدس کو قبر میں دفن کیا۔

جنابِ حسن بصری نے فرمایا:

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ تجھ سے راضی ہوئے ہیں۔

یہ بات سن کر سلیمان نے جنابِ حسن بصری کے لیے ایک بڑے انعام کا حکم دیا۔

(نظم درر السمطین ص284، المشرع الروی 1/117، 118، جواہر العقدین 189)

حکایت نمبر (19):

قصیدۂ فرزدق:

ہشام بن عبد الملک نے عبد الملک یا ولید کے دور میں حج کیا اور طواف کے دوران

کوشش کی کہ حجر اسود کا بوسہ لے سکے اور اسے چھونے کی سعادت حاصل کر سکے لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

بعد ازاں ہشام بن عبد الملک کے لیے منبر بچھایا گیا جس پہ بیٹھ کر لوگوں کو دیکھنے لگ گیا۔ اس کے ساتھ اہلِ شام بھی تھے۔

اچانک سیدنا امام زین العابدین تشریف لائے، لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور انتہائی پاکیزہ۔

بیت اللہ کا طواف کرنے لگے۔ جب بھی حجرِ اسود پہ تشریف لاتے تو لوگ ہٹ جاتے اور امام زین العابدین حجر اسود کا استلام فرماتے۔

ایک شامی نے کہا: یہ کون ہے جس کا لوگ اتنا زیادہ اکرام کر رہے ہیں؟

ہشام بن عبد الملک نے اس ڈر سے کہ کہیں لوگ امامِ زین العابدین کی جانب راغب نہ ہو جائیں، کہا:

میں انہیں نہیں پہچانتا۔

فرزدق وہاں موجود تھے، کہنے لگے:

لیکن میں پہچانتا ہوں۔

اس شامی نے پوچھا: اے ابو فراس! یہ کون ہیں؟

فرزدق نے جوابا سیدنا امام زین العابدین کی شان میں قصیدہ پڑھتے ہوئے کہا:

هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ... وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

هَذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللَّهِ كُلِّهِمُ ... هَذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

إِذَا رَأَتْهُ قُرَيْشٌ قَالَ قَائِلُهَا ... إِلَى مَكَارِمِ هَذَا يَنْتَهِي الْكَرَمُ

يُنْمَى إِلَى ذُرْوَةِ الْعِزِّ الَّتِي قَصُرَتْ ... عَنْ نَيْلِهَا عَرَبُ الْإِسْلَامِ وَالْعَجَمُ

يَكَادُ يُمْسِكُهُ عِرْفَانَ رَاحَتِهِ ... رُكْنُ الْحَطِيمِ إِذَا مَا جَاءَ يَسْتَلِمُ

يُغْضِي حَيَاءً وَيُغْضَى مِنْ مَهَابَتِهِ ... فَمَا يُكَلَّمُ إِلَّا حِينَ يَبْتَسِمُ

بِكَفِّهِ خَيْزُرَانٌ رِيحُهَا عَبِقٌ ... مِنْ كَفِّ أَرْوَعَ فِي عِرْنِينِهِ شَمَمُ

مُشْتَقَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ نَبْعَتُهُ ... طَابَتْ عَنَاصِرُهَا وَالْخِيمُ وَالشِّيَمُ

يَنْجَابُ نُورُ الْهُدَى مِنْ نُورِ غُرَّتِهِ ... كَالشَّمْسِ يَنْجَابُ عَنْ إشراقها الغيم

حَمَّالُ أَثْقَالِ أَقْوَامٍ إِذَا فُدِحُوا ... حُلْوُ الشَّمَائِلِ تَحْلُو عِنْدَهُ نَعَمُ

هَذَا ابْنُ فَاطِمَةٍ إِنْ كُنْتَ جَاهِلَهُ ... بِجَدِّهِ أَنْبِيَاءُ اللَّهِ قَدْ خُتِمُوا

مَنْ جَدُّهُ دَانَ فَضْلُ الْأَنْبِيَاءِ لَهُ ... وَفَضْلُ أُمَّتِهِ دَانَتْ لَهَا الْأُمَمُ

عم البرية بالإحسان فانقشعت ... عنها الغواية وَالْإِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا ... يَسْتَوْكِفَانِ وَلَا يَعْرُوهُمَا الْعَدَمُ

سَهۡلُ الۡخَلِيقَةِ لَا تخشى بوادره ... يزينه اثنتان الحلم والكرم

لا يخلف الوعد ميمون بغيبته ... رَحۡبُ الۡفِنَاءِ أَرِيبٌ حِينَ يَعۡتَزِمُ

مِنۡ مَعۡشَرٍ حبهم دين وبغضهم ... كفر وقربهم منجى ومعتصم

يستدفع السوء والبلوى بحبهم ... ويستزاد بِهِ الۡإِحۡسَانُ وَالنِّعَمُ

مُقَدَّمٌ بَعۡدَ ذِكۡرِ اللَّهِ ذِكۡرُهُمُ ... فِي كُلِّ حُكۡمٍ وَمَخۡتُومٌ بِهِ الۡكَلِمُ

إِنۡ عُدَّ أَهۡلُ التُّقَى كَانُوا أَئِمَّتَهُمۡ ... أَوۡ قِيلَ مَنۡ خَيۡرُ أَهۡلِ الۡأَرۡضِ قِيلَ هُمُ

لَا يَسۡتَطِيعُ جَوَادٌ بُعۡدَ غَايَتِهِمۡ ... وَلَا يُدَانِيهِمُ قَوۡمٌ وَإِنۡ كَرُمُوا

هُمُ الۡغُيُوثُ إِذَا مَا أَزۡمَةٌ أَزَمَتۡ ... وَالۡأُسۡدُ أُسۡدُ الشَّرَى وَالۡبَأۡسُ مُحۡتَدِمُ

يَأۡبَى لَهُمۡ أَنۡ يَحِلَّ الذَّمُّ سَاحَتَهُمۡ ... خِيمٌ كرام وأيد بالندى هضم

لا ينقص العدم بَسۡطًا مِنۡ أَكُفِّهِمُ ... سِيَّانَ ذَلِكَ إِنۡ أَثۡرَوۡا وَإِنۡ عَدِمُوا

أَيُّ الۡخَلَائِقِ لَيۡسَتۡ فِي رِقَابِهِمُ ... لأولية هذا أوله نِعَمُ

فَلَيۡسَ قَوۡلُكَ مَنۡ هَذَا بِضَائِرِهِ ... الۡعُرۡبُ تَعۡرِفُ مَنۡ أَنۡكَرۡتَ وَالۡعَجَمُ

مَنۡ يَعۡرِفِ اللَّهَ يَعۡرِفۡ أَوَّلِيَّةَ ذَا ... فَالدِّينُ مِنۡ بَيۡتِ هَذَا نَالَهُ الۡأُمَمُ

جب ہشام نے فرزدق کی زبانی یہ قصیدہ سنا تو اسے غصہ آگیا اور اس نے فرزدق کو مکہ مشرفہ و مدینہ طیبہ کے بیچ عسفان میں قید کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

جب یہ بات امام زین العابدین کو پتا چلی تو آپ نے فرزدق کی جانب بارہ ہزار درہم بھجوائے اور فرمایا:

اے ابو فراس! ہمارا عذر قبول کرو۔ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو ضرور پیش کرتے۔

فرزدق نے وہ ہدیہ قبول نہ کیا اور وہ درہم واپس کر دیئے اور پیغام بھیجا:

یا ابن بنت رسول الله ما قلت الذی قلت الا غضبا لله عزوجل ولرسوله وما کنت لأرزأ علیه شیئاً

اے نواسۂ رسول! میں نے جو کہا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے غضب کی وجہ سے کہا۔ اور میں اس پہ کوئی بدلہ نہیں لینا چاہتا۔

امام زین العابدین نے فرمایا:

اللہ جل وعلا تمہارے اس فعل کو قبول فرمائے۔ لیکن ہم اہلِ بیت جب کوئی چیز دے دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے۔

یہ سن کر فرزدق نے وہ درہم قبول کر لیے۔ اور دورانِ قید ہشام کی ہجو میں مصروف ہو گئے۔

فرزدق کی جانب سے ہشام کی ہجو میں کہے ہوئے اشعار میں سے ہے:

أَيَحْبِسُنِي بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَالَّتِي... إِلَيْهَا قُلُوبُ النَّاسِ يَهْوِي مُنِيبُهَا

يُقَلِّبُ رَأْسًا لَمْ يَكُنْ رَأْسَ سيدٍ... وَعَيْنَيْنِ حَوْلَاوَيْنِ بادٍ عيوبها

(تاریخ دمشق 41/401، 402، 403، تاریخ الاسلام للذہبی 6/249، البدایۃ والنہایۃ 9/108، شذرات الذہب 2/59،60)

حکایت نمبر (20):

عمر بن عبد العزیز اور نواسۂ رسول ﷺ:

حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسین فرماتے ہیں کہ میں کسی کام سے حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا:

إِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ فَأَرْسِلْ إِلَيَّ أَوِ اكْتُبْ فَإِنِّي أَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ يَرَاكَ عَلَى بَابِي

جب آپ کو کوئی کام ہو تو میری طرف پیغام بھیج دیا کریں یا لکھ بھیجا کریں۔ کیونکہ مجھے اللہ کریم جل وعلا سے حیا آتی ہے کہ وہ آپ (جبکہ آپ نواسۂ رسول ﷺ ہیں) کو میرے دروازے پہ کھڑا دیکھے۔

(الشفا 2/49)

حکایت نمبر (21):

فرمانِ عمر ثانی، میں نواسئہ رسول ﷺ کی شفاعت کا امید وار ہوں:

سعید بن ابان قرشی کہتے ہیں کہ:

عبد اللہ بن حسن بن حسن ابھی نو عمری میں تھے، حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس تشریف لائے تو آپ نے انہیں بلند جگہ بٹھایا۔ ان کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھ گئے اور ان کا جو کام تھا وہ پورا کیا۔

پھر ان کے پیٹ کی ایک سلوٹ پکڑ کر اسے زور سے دبایا یہاں تک کہ جنابِ سید نا عبد اللہ بن حسن بن حسن کو تکلیف محسوس ہوئی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز نے عرض کی:

أذكرها عندك للشفاعة

شفاعت کے لیے یہ بات میں آپ کو یاد دلاؤں گا۔

جب حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن تشریف لے گئے تو لوگوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو ان کے اس فعل پہ ملامت کی اور کہا کہ:

ایک چھوٹے سے بچے کے ساتھ ایسا (اکرام واحترام والا) سلوک۔۔۔؟؟؟

حضرت عمر بن عبد الزیز نے لوگوں کی ملامت سن کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

إنما فاطمة بضعة منی , یسرنی ما یسرها

فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے خوش کرتی ہے وہ مجھے خوش کرتی ہے۔

عمر بن عبد العزیز نے کہا:

میں جانتا ہوں کہ اگر سیدہ فاطمہ زہراء اس وقت بقیدِ حیات ہوتیں تو جو سلوک میں نے ان کے بیٹے کے ساتھ کیا، اس پہ وہ ضرور خوش ہوتیں۔

لوگوں نے کہا:

تو ان کے پیٹ کی سلوٹ دبانے کی کیا وجہ ہے؟

حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا:

أنه لیس أحد من بنی هاشم إلا وله شفاعة فرجوت أن أكون فی شفاعة هذا

بنو ہاشم کے ہر فرد کو شفاعت سے نوازا گیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ میں اس شخصیت (یعنی حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن) کی شفاعت میں ہو جاؤں۔

(الصواعق المحرقہ 2/662، ینابیع المودۃ 1/462، الشرف المؤبد ص106)

حکایت نمبر (22):

فرمانِ عمر ثانی، علی میرے مولا ہیں:

یزید بن عمر بن مُوَرِّقٍ کہتے ہیں:

میں شام میں تھا اور حضرت عمر بن عبد العزیز لوگوں کے بیچ وظائف تقسیم فرمارہے تھے۔ میں بھی آپ کے پاس پہنچ گیا۔

مجھے دیکھ کر فرمایا:

کن لوگوں سے ہو؟

میں نے کہا: قریش سے۔

فرمایا: قریش کے کونسے خاندان سے؟

میں نے کہا: بنوہاشم سے۔

فرمایا: بنوہاشم مین سے کن سے؟

یزید بن عمر بن مُوَرِّقٍ کہتے ہیں: میں خاموش ہو گیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز نے دوبارہ کہا: بنوہاشم میں سے کن میں سے؟

میں نے کہا: میں حضرت علی کا غلام ہوں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا: علی کون؟

یزید بن عمر بن مُوَرِّقٍ کہتے ہیں: میں خاموش ہو گیا۔

یزید بن عمر بن مُوَرِّقٍ کہتے ہیں: حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا:

اللہ کی قسم میں بھی علی بن ابی طالب کا غلام ہوں۔۔۔!!!

پھر فرمایا: مجھے بہت سے لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

پھر حضرت عمر بن عبد العزیز نے مزاحم سے کہا:

مزاحم! ان جیسوں کو کتنا وظیفہ دیتے ہو؟

مزاحم نے کہا: ایک یا دو سو درہم۔

عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: انہیں پچاس دینار (اور ابن ابی داود کے مطابق ساٹھ دینار) دے دو کیونکہ یہ حضرت علی کے غلام ہیں۔

پھر مجھ سے کہا: اپنے شہر واپس چلے جایئے۔ جتنا آپ جیسوں کو ملتا ہے وہ آپ کو اپنے شہر پہنچ جایا کرے گا۔

(حلیۃ الاولیاء 5/363، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم 7263، تاریخ دمشق 45/344)

حکایت نمبر (23):

مولا علی کی خدمت، صدیق وفاروق سے پہلے:

ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں:

اگر میرے پاس حضرت سیدنا صدیقِ اکبر، سیدنا عمرِ فاروق، جنابِ مولا علی تشریف لاتے تو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالی عنہما سے پہلے حضرت مولا علی کی خدمت بجالاتا۔ اور مجھے آسمان سے زمین پر گر پڑنا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی

عنہ کو شیخینِ کریمین پر فضیلت دوں۔

(الشفا2/51،52)

حکایت نمبر(24):

امام مالک اور اکرامِ خاندانِ رسول ﷺ:

والیِ مدینہ جعفر بن سلیمان عباسی نے حضرت امام مالک کو کوڑے لگوائے، یہاں تک کہ امام مالک بیہوشی کی حالت میں وہاں سے اٹھائے گئے۔جب ہوش آئی تو فرمایا:

أشهدكم أني قد جعلت ضاربي في حل

میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مجھے کوڑے مارنے والے کو معاف کر دیا۔

بعد ازاں امام مالک سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

خفت أن أموت فألقى النبي صلى الله عليه وسلم فأستحي منه أن يدخل بعض آله النار بسببي

مجھے ڈر تھا کہ میں مر جاؤں اور رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہو، اور آپ ﷺ کے خاندان کا ایک فرد میری وجہ سے جہنم میں جائے تو مجھے رسول اللہ ﷺ سے حیا آئے گی۔

(الصواعق المحرقۃ2/682)

بعد ازاں منصور نے امام مالک کو قصاص دلانا چاہا تو امام مالک نے فرمایا:

أعوذ بالله, والله ما ارتفع منها سوط عن جسمي إلا وقد جعلته في حل لقرابته من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

اللہ کی پناہ (کہ میں جعفر بن سلیمان سے قصاص لوں)

اللہ کی قسم! چھڑی میرے جسم کو لگ کر جیسے ہی واپس اٹھتی تھی تو میں جعفر بن سلیمان کی رسول اللہ ﷺ سے رشتہ داری کی وجہ سے معاف کر دیتا تھا۔

(الشرف المؤبد ص106)

حکایت نمبر (25):

امام علی رضا نیشاپور میں:

تاریخِ نیسابور میں ہے کہ:

جب امام علی رضا نیشاپور تشریف لائے تو ایک خچر پر سوار، ایک قبہ کے اندر مستور تھے اور اسی حال میں نیشاپور میں داخل ہو گئے۔

جب امام علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ کی آمد کی خبر ملی تو وقت کے دو امام، حدیثِ نبوی کے حافظ، امام ابو زرعہ رازی اور امام محمد بن اسلم طوسی حاضرِ خدمت ہوئے اور آپ دونوں اماموں کے ساتھ علم وحدیث کے لاتعداد طالب اور اہلِ روایت بھی موجود تھے۔

ان دونوں اماموں نے امام علی رضا (جو ابھی تک اپنے قبہ مبارکہ میں مستور تھے)

سے عرض کی:

أَيُّهَا السَّيِّدُ الْجَلِيلُ ابْنُ السَّادَةِ الأَئِمَّةِ، بِحَقِّ آبَائِكَ الأَطْهَرِينَ وَأَسْلافِكَ الأَكْرَمِينَ إِلا مَا أَرَيْتَنَا وَجْهَكَ الْمَيْمُونَ وَرَوَيْتَ لَنَا حَدِيثًا عَنْ آبَائِكَ، عَنْ جَدِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَذْكُرُكَ

اے سیدِ بزرگ، ساداتِ ائمہ کے لختِ جگر، اپنے آباءِ اطہار اور اسلافِ کرام کے صدقے ہمیں اپنے مبارک چہرہ کے دیدار سے مشرف فرمائیے اور ہمیں اپنے آباء کی روایت سے آپ کے جدِّ اعلی سید الرسل صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حدیث سنائیے (تاکہ ہم اپنی اسناد اور کتب میں) آپ کو یاد کرتے رہیں۔

حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ نے خچر کو رکوایا اور خادمین کو حکم فرمایا کہ سائبان کو ہٹایا جائے۔

بعد ازاں سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا دیدار کروا کر خلقِ خدا کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی مبارک زلفیں دونوں کندھوں پہ لٹک رہی تھیں۔ لوگ اپنے اپنے درجات کے لحاظ سے کھڑے مشغولِ دیدارِ نواسۂ رسول ﷺ تھے۔ دیکھنے والوں میں سے کوئی چیخ رہا تھا تو کوئی رو رہا تھا، کوئی مٹی میں لوٹ پوٹ ہو رہا تھا تو کوئی سیدنا امام علی رضا کی خچر کے کھروں کے بوسے لے رہا تھے۔۔۔(ہر طرف سے) آہ وبکا کی آوازیں آرہی تھیں۔

اسی حال میں ائمۂ فقہاء و علماء نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو!

سنو اور یاد کرو۔ اپنے فائدے کی بات کے لیے خاموشی اختیار کرو۔ اور چیخ و پکار کی کثرت سے تکلیف کا باعث مت بنو۔

امام ابو زرعہ اور امام محمد طوسی مستملی تھے۔ سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

حَدَّثَنِي أَبِي مُوسَى الْكَاظِمُ، عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ، عَنْ أَبِيهِ الْبَاقِرِ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيٍّ زَيْنِ الْعَابِدِينَ، عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ، الشَّهِيدِ بِكَرْبِلاءَ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ، أَنَّهُ قَالَ: حدَّثَنِي حَبِيبِي وَقُرَّةُ عَيْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: حدَّثَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ، قَالَ: سَمِعْتُ حَضْرَةَ رَبِّ الْعِزَّةِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى، يَقُولُ: كَلِمَةُ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ حِصْنِي، فَمَنْ قَالَهَا دَخَلَ حِصْنِي، وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِي أَمِنَ مِنْ عَذَابِي".

مجھے میرے والدِ گرامی سیدنا موسی کاظم نے اپنے والدِ گرامی سیدنا امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ اور آپ اپنے والدِ گرامی امام باقر اور آپ اپنے والدِ گرامی سیدنا امام علی زین العابدین اور انہوں نے اپنے والدِ گرامی امامِ حسین شہید، شہیدِ کربلاء سے اور آپ نے اپنے والدِ گرامی سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی

وجہہ الکریم سے روایت کیا کہ: مجھے میرے محبوب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ:

مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ انہوں نے دربارِ رب العزت سے یہ فرمان سنا:

کلمہ "لا الہ الا اللہ" میرا قلعہ ہے۔ تو جس شخص نے یہ کلمہ پڑھا وہ میرے قلعے میں داخل ہو گیا اور جو میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے پناہ میں آگیا۔

پھر امام علی رضا نے اپنے قبہ مبارکہ کا پردہ گرا دیا اور وہاں سے تشریف لے گئے۔

جب لکھنے والوں کو شمار کیا گیا تو بیس ہزار سے زائد لوگ تھے۔

(جواہر العقدین 179)

عبد السلام بن صالح ہروی کہتے ہیں کہ جب امام علی رضا نیشاپور تشریف لائے تو میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں تھا۔ آپ اپنے خچر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے انتظار میں شہر کے علماء بیٹھے تھے جن میں شیخ احمد بن حرب، یاسین بن النضر، یحیی بن یحیی اور اہلِ علم کی ایک جماعت تھی۔

جب امام علی رضا تشریف لائے تو حضراتِ علماء نے خچر کی لگام تھام لی اور عرض گزار ہوئے:

اپنے آباءِ طاہرین کے صدقے ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے جسے آپ نے اپنے والدِ گرامی سے سنا ہو:

سیدنا امام علی رضا نے فرمایا:

حَدَّثَنِی أَبِی الْعَبْدُ الصَّالِحُ مُوسَی بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی أَبِی الصَّادِقُ

الْمَصْدُوقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي بَاقِرُ عِلْمِ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي سَيِّدُ الْعَابِدِينَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي سَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي سَيِّدُ الْعَرَبِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «الْإِيمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ، وإِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ»

مجھے میرے والدِ گرامی عبدِ صالح موسی بن جعفر نے بتایا، فرمایا: مجھے میرے والدِ گرامی جعفرِ صادق بن امام محمد نے بتایا۔ فرمایا: مجھے میرے والدِ گرامی، علمِ انبیاء کی وسعت رکھنے والے محمد بن علی نے بتایا، فرمایا: مجھے میرے والدِ گرامی، عبادت گزاروں کے سردار علی بن حسین نے بتایا: فرمایا مجھے میرے والدِ گرامی، جنتی جوانوں کے سردار حسین بن علی نے بتایا: فرمایا: میں نے اپنے والدِ گرامی، اہلِ عرب کے سردار علی بن ابی طالب کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

ایمان دل کی معرفت، زبانی اقرار اور اعضاء کے عمل کا نام ہے۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

لَوْ قُرِئَ هَذَا الْإِسْنَادُ عَلَى مَجْنُونٍ لَبَرِئَ مِنْ جُنُونِهِ

اگر یہ سند کسی پاگل پر پڑھی جائے تو اس کا جنون جاتا رہے۔

(تاریخِ اصبہان 1/174، جواہر العقدین 180، ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری 16، 93)

سنن ابن ماجہ میں یہ قول عبد السلام بن صالح کے حوالے سے مذکور ہے۔

(سنن ابن ماجہ 65)

حکایت نمبر (26):

امام احمد بن حنبل اور اکرامِ سادات:

عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ گرامی کو دیکھا:

جب بھی خاندانِ قریش یا سادات میں سے کوئی بوڑھا یا جوان تشریف لاتا تو جب تک وہ مسجد سے باہر نہ نکلتے میرے والد گرامی باہر نہ نکلتے۔ خاندانِ مصطفی ﷺ کی وہ شخصیت آپ کے آگے ہوتی اور ان کے پیچھے والد صاحب باہر نکلا کرتے تھے۔

(جواہر العقدین 176)

عبد الرحمن بن ابی صالح شیعہ تھا لیکن جب امام احمد بن حنبل کے پاس آتا تو آپ اسے اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے۔ جب امام احمد بن حنبل سے اس معاملے میں بات کی گئی تو آپ نے فرمایا:

سبحان الله، رجل أحب قومًا من أهل بيت النبی صلی الله عليه وعلی آله وسلم نقول له: لا تحبهم؟، وهو ثقة

سبحان اللہ! (یعنی تم لوگوں کے اعتراض پہ حیرت ہے)

ایک شخص اہلبیتِ مصطفی ﷺ میں سے ایک گروہ سے محبت کرتا ہے، (کیا) ہم اسے کہیں کہ ان نفوسِ قدسیہ سے محبت نہ کر؟ اور وہ ثقہ (یعنی روایتِ حدیث میں قابلِ اعتماد بھی) ہے۔

(تاریخ بغدادر 11 / 543، جواہر العقدین 176)

حافظ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی مدنی فرماتے ہیں:

علماءِ مجتہدین اور ائمۂ مہدیین مرشدین میں سے ہر شخص کو اہلِ بیتِ رسول ﷺ کی ولایت کے معاملے میں بڑا اور لائقِ فخر حصہ نصیب ہوا۔

(جواہر العقدین 176)

حکایت نمبر (27):

ابنِ مبارک کی صورت میں حج کرتا فرشتہ:

حضرت عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ آپ ایک سال حج کیا کرتے تھے اور ایک سال جہاد۔

فرماتے ہیں کہ جب حج والا سال آیا تو میں پانچ سو دینار لے کر کوفہ میں شتربانوں کے ٹھکانے پہ گیا تاکہ شتربان خرید لوں۔

اسی دوران میں نے کوڑے کے ایک ڈھیر پر دیکھا کہ ایک عورت مردہ بطخ کے پر چن رہی تھی۔

میں آگے بڑھا اور اس عورت سے کہا: ایسا کیوں کر رہی ہو؟

عورت بولی: اے بندۂ خدا! جس چیز سے تجھے غرض نہیں اس کے بارے میں مت پوچھ۔

عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ اس کی گفتگو سن کر مجھے دل میں کچھ محسوس ہوا تو میں نے اس پر اصرار کیا۔

جب اصرار کیا تو اس عورت نے کہا:

اے بندۂ خدا! تو نے مجھے میرا راز کھولنے پر مجبور کر دیا ہے۔ میں سید زادی ہوں۔ اور میری چار یتیم بیٹیاں ہیں۔ ان کا والد کچھ وقت پہلے فوت ہوا ہے اور آج چوتھا دن ہے ہم نے کچھ کھایا نہیں۔ (اور ہماری حالت وہ ہو چکی ہے کہ) مردار ہمارے لیے حلال ہو چکا ہے، اس لیے یہ مردہ بطخ پکڑ کر اسے اپنی بیٹیوں کے پاس لے جانا چاہتی ہوں تاکہ ہم اسے کھا سکیں۔

عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں:

میں نے دل ہی دل میں کہا: اے ابنِ مبارک تیرا بھلا ہو، تو کیا کر رہا ہے؟

پھر میں نے کہا:

اپنی گود سامنے کیجیے۔

انہوں نے اپنی گود سامنے کی تو میں نے وہ سارے دینار اس سید زادی کی اوڑھنی کے کنارے میں ڈال دیئے۔

دینار ان کو دے کر میں گھر واپس لوٹ آیا۔ اور اس سال میرے دل سے حج کی

خواہش بالکل نکل گئی۔

بعد ازاں میں اپنے علاقے میں واپس آگیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ حاجی حج کر کے واپس لوٹنے لگے۔ جب حاجی واپس آنے لگے تو میں نکل کر اپنے پڑوسیوں اور دوستوں کو ملنے لگا۔

میں نکلا، جب بھی کسی دوست سے ملتا اور اس کو سلام کہتا اور اس سے کہتا:

اللہ جل وعلا تیرا حج قبول کرے اور تیری کوشش مقبول فرمائے۔

تو وہ مجھے کہتا:

اللہ جل وعلا تیرا حج بھی قبول فرمائے اور تیری سعی مشکور فرمائے۔ ہم فلاں فلاں جگہ اکٹھے تھے۔

جب لوگوں کی طرف سے مجھے بکثرت یہی جواب ملا تو میں سوچ میں پڑ گیا۔

پھر میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ مجھے فرما رہے تھے:

اے عبد اللہ! حیرت میں مت پڑو۔ تم نے میری اولاد میں سے ایک مجبور کی فریاد رسی کی ہے۔ میں نے اللہ جل وعلا کے دربار میں سوال کیا تو اللہ جل وعلا نے تمہاری شکل میں ایک فرشتہ تخلیق فرما دیا ہے۔ وہ فرشتہ ہر سال تمہاری طرف سے حج کیا کرے گا، اب اگر تو چاہے تو حج کر یا نہ کر۔

(جواہر العقدین 161)

حکایت نمبر (28):

جو خاندانِ رسول ﷺ کا خیال رکھے، حضور ﷺ اس کا خیال رکھتے ہیں:

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ:

کوفہ میں ایک شخص تھا جس کی کنیت "ابو جعفر" تھی۔ معاملات میں بہت اچھا تھا۔ جب اس کے پاس کوئی سید صاحب تشریف لاتے اور کسی چیز کا تقاضا کرتے تو وہ منع نہ کیا کرتا تھا۔ اگر سید صاحب کے پاس دام ہوتے تو لے لیتا اور نہ ہوتے تو اپنے لڑکے سے کہتا:

اس کے دام مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے کھاتے میں لکھ دو۔

اسی حالت میں ایک وقت گزر گیا۔ پھر وہ شخص غریب ہو گیا اور گھر بیٹھ گیا۔

گھر بیٹھ کر حساب کتاب کے رجسٹر دیکھنے لگ گیا کہ اگر ان میں سے کوئی زندہ ہو تو اس سے رقم لے لے اور جو فوت ہو گیا ہو اس کا نام کاٹ دے۔

ایک روز ابو جعفر اپنے گھر کے دروازے پہ بیٹھا حساب کتاب کا رجسٹر دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص گزرا اور اس کا مذاق اڑاتے ہوئے بولا:

تیرے بڑے مقروض (یعنی مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ) کا کیا بنا؟

یہ سن کر ابو جعفر کو بہت رنج ہوا اور اٹھ کر گھر کے اندر چلا گیا۔

جب رات ہوئی تو سیدِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ کیا دیکھتا

ہے کہ امامِ حسن اور امامِ حسین رضی اللہ تعالی عنہما حضور ﷺ کے سامنے چل رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حسنینِ کریمین سے فرمایا:

تمہارے والد نے کیا کیا؟

پیچھے سے سیدنا مولا علی کی آواز آئی: میں یہاں ہوں یارسول اللہ!

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا وجہ ہے؟ تم اس شخص کو اس کا حق کیوں نہیں دے رہے؟

حضرت مولا علی نے عرض کی:

یارسول اللہ! یہ اس کا حق میں لے کر آیا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: تو اسے دے دو۔۔۔!!!

ابو جعفر کا کہنا ہے کہ سیدنا مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ نے اون کی بنی ہوئی ایک تھیلی مجھے دی اور فرمایا: یہ تیرا حق ہے۔

پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ لے لو اور اولادِ علی میں سے اگر کوئی آئے اور تیری کسی چیز کا مطالبہ کرے تو اسے خالی مت لوٹانا۔ جاؤ، آج کے بعد تم محتاج نہیں ہو گے۔

ابو جعفر کا کہنا ہے کہ میری آنکھ کھل گئی اور وہ تھیلی میرے ہاتھ میں تھی۔

میں نے اپنی بیوی کو پکارا کہ میں سو رہا ہوں یا جاگ رہا ہوں؟

اس نے کہا: جاگ رہے ہو۔

پھر بیوی نے چراغ جلایا اور میں نے تھیلی اسے دے دی۔ کھولی تو دیکھا کہ اس میں ایک ہزار دینار تھے۔

مجھے میری بیوی کہنے لگی: اے شخص! اللہ جل وعلا سے ڈر۔ محتاجی کی وجہ سے تو تاجروں کو دھوکا دے کر مال لینے لگ گیا ہے۔۔۔!!!

میں نے کہا: اللہ کی قسم ایسی کوئی بات نہیں۔ اصل قصہ یہ ہے (اور میں نے اسے خواب سنادیا۔)

میری بیوی نے کہا:

اگر تم سچ بول رہے ہو تو جہاں مولا علی کا حساب لکھا ہے اسے دیکھو۔

ابو جعفر نے وہ رجسٹر منگوا کر دیکھا تو جہاں مولا علی کا حساب لکھا ہوا تھا وہاں اب کچھ بھی موجود نہیں تھا۔

(جواہر العقدین 160)

حکایت نمبر (29):

اکرامِ سادات میں قیام:

شیخ ابو بکر محمد بن احمد قسطلانی کہتے ہیں:

ہمارے شیخ ابو عبد اللہ قرطبی (متوفی 631ھ) کے پاس ساداتِ کرام میں سے کوئی آجاتا تو آپ کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور جب تک وہ سید صاحب اپنا کام مکمل نہ کر

لیتے ، یا واپس تشریف نہ لے جاتے ، یا بیٹھ نہ جاتے تو شیخ ابو عبد اللہ قرطبی کھڑے رہتے۔

(العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین 2/326)

حکایت نمبر (30):

کیا سادات کی تعظیم کے لیے نسبتِ رسول ﷺ کافی نہیں؟

شیخ تقی الدین فاسی (المتوفی 832ھ) کہتے ہیں:

شیخ ابو عبد اللہ قرطبی کی ساداتِ کرام کی کثرتِ تعظیم کے معاملہ میں مجھے پتا چلا کہ:

ایک سید صاحب کا وصال ہو گیا تو شیخ ابو عبد اللہ قرطبی نے ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی کیونکہ وہ سید صاحب کبوتروں سے کھیلا کرتے تھے۔ بعد ازاں شیخ ابو عبد اللہ قرطبی کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں اور سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا شیخ ابو عبد اللہ قرطبی سے ناراضگی کے ساتھ چہرہ اقدس پھیرے ہوئے تھیں۔

شیخ ابو عبد اللہ قرطبی نے سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مہربانی کی درخواست کی تو سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

أما يسع جاهنا مطيرا؟

کیا مُطیر (کی نمازِ جنازہ پڑھنے) کے لیے ہماری حیثیت کافی نہیں تھی؟

(العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین 2/326، الصواعق المحرقۃ 2/694)

شیخ تقی الدین فاسی (المتوفی 832ھ) کہتے ہیں:

مجھے معلوم پڑا کہ اس خواب کے بعد شیخ ابو عبد اللہ قرطبی نے بعض ساداتِ کرام کے ساتھ مصر کا سفر کیا۔ کیونکہ ان سید صاحب کو وہاں کوئی کام تھا اور "کامل" جو اس وقت مصر پر مقرر تھے وہ شیخ ابو عبد اللہ قرطبی (کے عقیدت مند تھے، ان) کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے۔

شیخ ابو عبد اللہ قرطبی (ایک عظیم المرتبت فقیہ، مقری، جلیل القدر ائمہ کے استاذ، اپنے عصر کے شیخ الحرمین، مسجدِ نبوی کے امام ہونے کے باوجود) دورانِ سفر از خود ان سید صاحب کی خدمت کرتے رہے۔ جب مصر پہنچے تو سید صاحب کے کام کے لیے خود بھاگ دوڑ کی اور جلد ہی وہ کام ہو گیا۔

(العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین 2/326)

حکایت نمبر (31):

سید ابو نمی کی نمازِ جنازہ:

شیخ تقی الدین فاسی (المتوفی 832ھ) کہتے ہیں:

جب سید ابو نمی محمد بن حسن بن علی (المتوفی 701ھ) کا وصال ہوا تو شیخِ حرم الشیخ المقري عفیف الدین عبد اللہ بن عبد الحق دلاصي (المتوفی 721ھ) نے ان کی نمازِ

جنازہ نہ پڑھی۔ شیخ عفیف الدین دلاصی سوئے تو خواب میں سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہا مسجدِ حرام شریف میں ہیں اور لوگ آپ رضی اللہ تعالی عنہا کو سلام پیش کر رہے ہیں۔

شیخ عفیف الدین بھی سلامی کے لیے حاضر ہوئے تو سیدہ پاک رضی اللہ تعالی نے اپنا چہرہ اقدس پھیر لیا۔ اور یہ معاملہ تین بار ہوا۔

پھر شیخ عفیف الدین بتکلف سیدہ پاک کے سامنے آئے اور چہرہ پھیرنے کی وجہ دریافت کی تو سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہانے فرمایا:

یموت ولدی ولا تصلی علیہ؟

میرے بیٹے کا وصال ہوتا ہے اور تو اس کی نمازِ جنازہ بھی نہیں پڑھتا۔۔۔!!!

شیخ عفیف الدین نے تسلیم کیا کہ سید ابو نمی محمد بن حسن بن علی کی نمازِ جنازہ چھوڑ کر میں نے واقعی ظلم کیا۔

(العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین 2/159، الصواعق المحرقۃ 2/694)

حکایت نمبر (32):

تیمور لنگ پر کرم:

علامہ زین الدین عبد الرحمن خلال بغدادی سے متعدد افراد نے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ:

مجھے تیمور لنگ (المتوفی 807ھ) کے بعض امیروں نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرضِ موت میں مبتلا ہوئے تو ایک روز ان پہ شدید اضطراب کی کیفیت طاری ہوئی۔ چہرہ سیاہ پڑ گیا اور رنگ بدل گیا لیکن پھر انہیں افاقہ ہو گیا۔

افاقہ کے بعد حاضرین نے ان سے ان کی اس کیفیت کا ذکر کیا تو تیمور لنگ نے کہا:

میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تو اچانک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف لے آئے اور عذاب کے فرشتوں سے فرمایا:

اذهبوا عنه، فإنه كان يحب ذريتي ويحسن إليهم

اس سے دور ہٹ جاؤ، کیونکہ یہ میری اولاد سے محبت کرتا تھا اور ان سے بھلائی کیا کرتا تھا۔

تیمور لنگ کہتے ہیں کہ جب فرشتگانِ عذاب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا یہ حکم سنا تو وہ چلے گئے۔ (یعنی تم لوگوں نے جو چہرے کا بدلنا اور پھر درست ہونا دیکھا یہ اسی معاملے کے آثار تھے۔)

(رسائلِ مقریزی ص210)

حکایت نمبر (33):

تیمور لنگ دربارِ رسالت میں:

شیخ شمس الدین محمد بن حسن خالدی فرماتے ہیں:

ہمارے بعض اصحاب نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور دیکھا کہ "تیمور لنگ" دربارِ رسالت میں موجود ہیں۔

انہوں نے دیکھتے ہی کہا:

اے دشمن! تو یہاں تک پہنچ گیا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إليك يا محمد فإنه كان يحب ذريتي

اے محمد (بن حسن خالدی)!

اسے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ یہ میری اولاد سے محبت کیا کرتا تھا۔

(رسائلِ مقریزی ص210)

حکایت نمبر (34):

ابو عبد اللہ فاسی اور حسینی سادات:

ابو عبد اللہ محمد فاسی کہتے ہیں:

مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے میں نے دیکھا کہ حسینی سادات اہلِ سنت سے تعصب رکھتے اور بدعات کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس وجہ سے میں ان سے بغض رکھتا تھا۔

ایک روز دن کے وقت میں قبرِ مقدس کے مقابل مسجدِ نبوی شریف میں سویا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ مجھ سے فرمارہے تھے:

اے فلاں! کیا وجہ ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے میری اولاد سے بغض ہے؟

میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! ہر گز نہیں۔ میں "اُن" کو ناپسند نہیں کرتا، مجھے تو ان کا اہلِ سنت سے تعصب ناپسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک فقہی مسئلہ ہے۔ کیانافرمان اولاد کا نسب برقرار رہتا ہے؟

میں نے عرض کی: کیوں نہیں یارسول اللہ!

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

هذا ولد عاق

یہ نافرمان اولاد ہے۔

ابو عبد اللہ محمد الفاسی کہتے ہیں:

میری آنکھ کھلی تو سادات کے خلاف سارا بغض مٹ چکا تھا اور میں ایسا ہو گیا کہ مدینہ طیبہ کے حسینی سادات میں سے کسی سے بھی ملاقات ہوتی تو میں اس کے اکرام میں مبالغہ کرتا۔ وللہ الحمد والمنۃ

(رسائلِ مقریزی ص 210، الصواعق المحرقۃ 2/694)

حکایت نمبر (35):

عجلان کو چھوڑ دو:

قاضی القضاۃ عز الدین عبد العزیز بغدادی حنبلی کہتے ہیں کہ:

میں نے خواب دیکھا، جیسا کہ میں مسجدِ نبوی شریف میں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی قبرِ اقدس کھلی اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لا کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے جسمِ اقدس پہ کفن مبارک موجود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کیا کہ: ادھر آؤ۔

میں اٹھا اور قریب حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

مؤید (یعنی سلطان مؤید شیخ متوفی 824ھ) سے کہو "عجلان" (یعنی سید عجلان بن نُعَیر بن منصور حسینی المتوفی 832ھ) کو چھوڑ دے۔

شیخ عز الدین بغدادی کہتے ہیں: میری آنکھ کھلی تو میں حسبِ عادت سلطان مؤید شیخ کی مجلس کی جانب گیا اور میں نے سلطان کے سامنے قسم کھائی کہ نہ تو میں نے سید عجلان کو کبھی دیکھا ہے اور نہ ہی میرے اور ان کے بیچ کوئی جان پہچان ہے۔

پھر میں نے سلطان مؤید شیخ کو خواب سنایا تو وہ خاموش ہو گیا۔

پھر ہم اٹھ گئے اور مجلس برخاست ہو گئی تو سلطان مؤید شیخ محل کی بیرونی جانب چلے اور قلعہ کی دہلیز پر پہنچ کر سید عجلان کو قید خانہ سے منگوایا اور انہیں آزاد بھی کر دیا اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔

شیخ تقی الدین مقریزی کہتے ہیں:

یہ خواب مجھے قاضی القضاۃ عزالدین نے کئی بار سنایا اور انہی سے سن کر میں نے لکھا۔
اور جب قاضی عزالدین نے مجھے یہ خواب سنایا تو قسم کھا کر کہا کہ اس خواب سے پہلے نہ تو میں سید عجلان بن نُعَیر کو پہچانتا تھا اور نہ ہی کبھی انہیں دیکھا تھا۔
(درر العقود الفریدۃ 2/426، رسائلِ مقریزی ص 211)

حکایت نمبر (36):

محتسبِ قاہرہ ایک سید زادے کے دربار میں:

رئیس شمس الدین عبد اللہ عمری کہتے ہیں:
ایک روز میں قاضی جمال الدین محمود عجمی جو قاہرہ کے محتسب تھے، ان کے پاس گیا تو وہ اپنے نائبین اور عملہ سمیت گھر سے نکل کر سید عبد الرحمن طباطبی مؤذن کے گھر پہنچے۔ سید عبد الرحمن طباطبی صاحب سے اجازت مانگی۔ سید صاحب گھر سے نکل آئے اور محتسب کا چل کر ان کے گھر آنا انہیں بہت بڑا محسوس ہوا۔
سید صاحب نے محتسبِ قاہرہ کو گھر میں بٹھایا، ہم سب بھی گھر میں داخل ہو کر اپنے مراتب کے لحاظ سے بیٹھ گئے۔
جب سب اطمینان سے بیٹھ گئے تو محتسب صاحب نے سید صاحب سے کہا:
اے سید! مجھے معاف کیجیے!
سید عبد الرحمن نے فرمایا:
محترم! میں آپ کو کس بات پہ معاف کروں؟

محتسب نے کہا: پچھلی رات جب میں قلعہ میں آیا اور سلطان ظاہر برقوق کے سامنے بیٹھا تھا تو آپ آکر مجھ سے بالائی نشست پہ بیٹھ گئے تو میں نے دل میں کہا:

یہ شخص سلطان کے دربار میں مجھ سے اوپر کیسے بیٹھ سکتا ہے؟

پھر جب ہم اٹھ گئے اور میں رات کو سویا تو میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

محمود! میرے بیٹے سے نچلی نشست پہ بیٹھنے میں عار محسوس کرتے ہو???

جب سید عبد الرحمن طباطبی نے محتسبِ قاہرہ محمود عجمی کی زبانی یہ بات سنی تو ان پہ رقت طاری ہو گئی۔

محتسب سے فرمانے لگے: مولانا! میں کون ہوں جسے رسول اللہ ﷺ یاد فرمائیں۔۔۔???

ان کے ساتھ پوری جماعت پر رقت طاری ہو گئی۔ پھر انہوں نے سید عبد الرحمن طباطبی سے دعا کی درخواست کی اور اس کے بعد ہم سب واپس لوٹ آئے۔

(رسائل المقریزی ص212، الصواعق المحرقہ 2/695)

حکایت نمبر (37):

علامہ تقی بن فہد کو رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ:

علامہ تقی الدین ابن فَہد ہاشمی مکی (المتوفی 871ھ) کہتے ہیں کہ:

میرے پاس سید عَقِیل بن ہُمَیل آئے اور مجھ سے رات کے کھانے کا تقاضا کیا۔ میں نے معذرت کر دی اور کھانا پیش نہ کیا۔

اسی رات یا کسی اور رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ اپنا چہرۂ اقدس مجھ سے پھیر لیا۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کی حدیث کا خادم ہوں، آپ مجھ سے چہرہ مبارکہ کیوں پھیر رہے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں تم سے چہرہ کیوں نہ پھیروں، حالانکہ تمہارے پاس میرا بیٹا آتا ہے اور رات کے کھانے کا تقاضا کرتا ہے اور تم اسے کھانا نہیں کھلا سکتے؟

علامہ تقی الدین ابن فَہد ہاشمی کہتے ہیں:

جب صبح ہوئی تو میں ان سید صاحب کے پاس حاضر ہوا اور ان سے معذرت کی اور جو کچھ ہو سکا ان کی خدمت بھی کی۔

(الصواعق المحرقۃ 2/695)

حکایت نمبر (38):

سراج مکی کو سیدہ زہراء کی تنبیہ:

نجم الدین بن مطروح کی والدہ نیک خواتین سے تھیں، کہتی ہیں:

مکہ مشرفہ میں ہمیں گرانی آن پہنچی جس میں لوگ جانوروں کے چمڑے کھانے پر

مجبور ہو گئے۔

ہم اٹھارہ افراد تھے۔ ہم آدھے پیالے کے برابر کچھ بنا لیا کرتے جس پہ ہم گزارا کرتے۔ ایک روز ہمارے پاس آٹے کے چودہ پیالے آ گئے، میرے شوہر نے دس پیالے اہلِ مکہ میں تقسیم کر دیئے اور چار ہمارے لیے بچا لیے۔

پھر جب میرے شوہر سوئے تو روتے ہوئے بیدار ہوئے۔

میں نے پوچھا: کیا بات ہے؟

کہنے لگے: میں نے ابھی ابھی سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی زیارت کی، آپ مجھے فرما رہی تھیں:

اے سراج! تم گندم کھاؤ گے حالانکہ میری اولاد بھوکی ہے۔۔۔؟؟؟

فرماتی ہیں: میرے شوہر اٹھے اور جو کچھ بچا تھا سارا سادات کے بیچ تقسیم کر دیا اور ہمارے پاس کچھ نہ بچا۔ اور ہماری حالت یہ تھی کہ بھوک کی وجہ سے ہم کھڑے نہیں ہو پاتے تھے۔

(الصواعق المحرقة 2/696)

حکایت نمبر (39):

سید زادی کی خدمت کی برکت سے دولتِ ایمان:

بلخ میں ایک سید صاحب رہا کرتے تھے جن کی ایک اہلیہ محترمہ جو سید زادی تھیں اور چند بیٹیاں تھیں۔ ان سید صاحب کا وصال ہو گیا تو ان کی اہلیہ محترمہ نے دشمنوں

کے خوف سے بلخ چھوڑ کر سمرقند جانے کا ارادہ کیا۔

سخت سردی میں آپ سمرقند پہنچیں اور بیٹیوں کو ایک مسجد میں بٹھایا۔ پھر بچیوں کے لیے کچھ کھانے کی چیز لانے کے لیے چل پڑیں۔

فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں نے ایک شخص کے گرد ہجوم کیا ہوا ہے۔ میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ حاکمِ شہر ہے۔

میں اس کے پاس چلی گئی اور اپنی ساری حالت بیان کر دی۔

حاکمِ شہر نے کہا:

"کوئی گواہ پیش کر کہ تو سید زادی ہے۔۔۔!!!"

بس اتنا کہا اور میری طرف کوئی توجہ نہ کی۔

میں وہاں سے واپس مسجد کی طرف لوٹی تو میں نے رستے میں ایک چبوترے پر ایک اور شخص بیٹھا دیکھا جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے۔

میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

بتایا گیا کہ یہ کفیلِ شہر ہے اور مجوسی ہے۔

میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس میرا کام بن جائے۔

میں اس کے پاس گئی اور اپنی بات سنائی اور وہ بھی بتایا جو حاکمِ شہر کے ساتھ معاملہ پیش آیا اور یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔

کفیلِ شہر سے بلند آواز کے ساتھ اپنے خادم کو بلایا، وہ باہر نکلا تو کفیلِ شہر نے اسے کہا:

اپنے مالکن سے بولو تیار ہو جائے۔

خادم اندر گیا۔جب مالکن باہر آئی تو اس کے ساتھ کچھ باندیاں بھی تھیں۔

کفیلِ شہر جو مجوسی تھا اس نے عورت سے کہا:

اِن (یعنی اُن سید زادی) کے ساتھ فلاں مسجد جاؤ اور ان کی بچیوں کو گھر لے کر آؤ۔

سیدہ کہتی ہیں کہ وہ عورت میرے ساتھ آئی اور ہم بچیوں کو لے کر گھر پہنچ گئے۔

اس مجوسی نے ہمارے لیے گھر کے اندر الگ کمرے کا بندوبست کیا اور ہمیں اچھا لباس اور کئی انواع واقسام کے کھانے پیش کیے۔

دوسری طرف حاکمِ شہر کی حالت یہ تھی کہ آدھی رات کے وقت اس نے دیکھا جیسے قیامت قائم ہو چکی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سرِ اقدس پہ لواءِ حمد ہے اور آپ ﷺ نے اس حاکمِ شہر (کو دیکھ کر اس) سے اپنا رخِ اقدس پھیر لیا۔

اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھ سے اپنا رخِ انور کیوں پھیر رہے ہیں؟ میں تو مسلمان ہوں۔۔۔!!!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی گواہ پیش کر کہ تو مسلمان ہے۔۔۔!!!"

حاکمِ شہر پریشان ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا تو بھول گیا جو کچھ تونے سید زادی سے کہا تھا؟

پھر فرمایا:

یہ محل اس شخص کا ہے جس کے گھر وہ سید زادی اس وقت ٹھہری ہوئی ہیں۔

حاکمِ شہر کی روتے پیٹتے آنکھ کھل گئی۔

اس نے اپنے نوکروں کو شہر میں بھیجا اور خود بھی نکل کر سادات کے پاس جا جا کر معلوم کرنے لگ گیا۔

اسے بتایا گیا کہ وہ سید زادی فلاں مجوسی کے گھر میں ہیں۔

حاکمِ شہر اس کے گھر آیا اور پوچھا: وہ سید زادی کہاں ہیں؟

کفیلِ شہر نے کہا: میرے گھر میں۔

حاکمِ شہر نے کہا: میں انہیں لینے آیا ہوں۔

کفیلِ شہر نے کہا: ایسا نہیں ہو سکتا۔

حاکمِ شہر نے کہا: یہ ایک ہزار دینار لے لو اور سید زادی کو میرے ساتھ بھیج دو۔

کفیلِ شہر نے کہا: ہر گز نہیں۔ ایک لاکھ دینار کے بدلے بھی نہیں۔

جب حاکمِ شہر نے مزید اصرار کیا تو کفیلِ شہر نے کہا:

جو خواب تو نے دیکھا ہے وہ میں نے بھی دیکھا ہے۔ اور جو محل تو نے میرے لیے دیکھا وہ حق ہے۔

تُو اپنے اسلام کی وجہ سے مجھ پہ بڑا بنتا ہے؟

اللہ کی قسم!

وہ سید زادی جیسے ہی ہمارے گھر تشریف لائیں، ہم سب کے سب ان کے ہاتھ پہ مسلمان ہو چکے ہیں اور ان کی برکتیں حاصل کر رہے ہیں۔

اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

هذا القصر لك ولأهلك بما فعلت مع العلوية وأنتم من أهل الجنة

سید زادی کی خدمت کرنے کی وجہ سے یہ محل تیرا اور تیرے اہلِ خانہ کا ہے اور تم لوگ جنتی ہو۔۔۔!!!

(البر والصلۃ لابن الجوزی ص254 ، التوابین لابن قدامۃ ص180 ، الکبائر للذھبی ص68 ، الشرف المؤبد 110،111)

حکایت نمبر (40):

اپنے بیٹے کے لیے نسب کیوں نہیں ترتیب دیتے؟

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فرماتے ہیں:

مجھے بعض بزرگوں نے بتایا کہ امراءِ عراق میں سے ایک امیر ساداتِ کرام سے شدید محبت اور ان کی بہت زیادہ تعظیم واکرام کیا کرتے تھے۔ جب کوئی سید صاحب مجلس میں تشریف لے آتے تو انہیں سب سے آگے بٹھاتے، چاہے وہاں کوئی کیسا مالدار اور دنیوی لحاظ سے بڑے عہدے والا ہی کیوں نہ موجود ہو۔

ایک بار ان کے پاس ایک سید صاحب تشریف لائے اور مجلس میں ایک مقتدر عالمِ دین بھی بیٹھے تھے۔

وہ سید صاحب امیر کے مزاج کو جانتے تھے، لہذا اس عالم سے بالائی نشست پہ جا کر تشریف فرما ہو گئے۔

جب اس عالم نے یہ انداز دیکھا تو چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے اور منہ سے غیر مناسب گفتگو بھی نکلی۔

امیر صاحب اس عالم کی بات سنی ان سنی کر کے کسی اور بات میں مشغول ہو گئے۔

جب اس سارے معاملے سے توجہ ہٹ چکی تو امیر نے اس عالم سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا جو طلبِ علم میں مصروف تھا۔

وہ عالم بتانے لگ گئے کہ: وہ فلاں فلاں متون حفظ کر چکا ہے، فلاں فلاں علم سیکھ چکا ہے۔ ایک سبق صبح پڑھتا ہے، دوسرا فلاں وقت۔۔۔ اسی طرح وہ عالمِ دین اپنے بیٹے کی خوبیاں بتانے میں مصروف ہو گئے۔

یہ سب سن کر امیر نے کہا:

تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اپنے بیٹے کے لیے کوئی نسب ترتیب دے دو اور اسے سیادت سکھا دو، تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہو جائے۔۔۔؟؟؟

وہ عالمِ دین پہلے کی ہوئی بات بھول چکے تھے۔ بولے:

یہ سب کچھ ترتیب اور تعلیم سے تھوڑا ہی ملتا ہے۔ یہ تو عنایتِ الٰہیہ ہے جس میں کسی کے اختیار کا کوئی دخل نہیں۔

یہ سنتے ہیں امیر چلایا:

إذا كنت تعلم هذا يا خبيث, فلماذا أنفت من جلوس الشريف فوقك؟

والله لا تطأ مجلسي أبدا

خبیث شخص! جب یہ بات تو جانتا ہے تو پھر سید زادے کے بالائی نشست پہ بیٹھنے سے تجھے برا کیوں لگا؟ اللہ کی قسم تو کبھی بھی میری مجلس میں نہیں آسکتا۔

پھر اس امیر نے اس عالم کو باہر نکالنے کا حکم دیا تو اسے باہر نکال دیا گیا۔

(الشرف المؤبد ص 112)

حکایت نمبر (41):

عبرتناک واقعہ:

علامہ عبد الوہاب شعرانی کہتے ہیں کہ درگاہِ حطاب پہ ایک سید نے بتایا کہ:

ایک شخص نے کسی سید زادے کو مارا۔

اسی رات رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا مقدس چہرہ اس سے پھیر لیا۔

اس شخص نے عرض کی:

یارسول اللہ! مجھ سے کیا گناہ ہو گیا؟

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

تضربنی وأنا شفیعك یوم القیامة؟

قیامت کے روز میں تمہاری شفاعت کروں گا اور تم مجھے مارتے ہو؟

اس شخص نے عرض کی:

یارسول اللہ! مجھے تو یاد نہیں کہ میں نے ایسی حرکت کی ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا تو نے میرے بیٹے کو نہیں مارا؟

عرض کی: جی ہاں مارا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: وہ چوٹ میرے بازو پہ لگی ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا مبارک بازو دکھایا تو وہ سُوجا ہوا تھا۔

(الشرف المؤبد ص 111)

حکایت نمبر (42):

کیا تجھے کوئی اور ظالم نظر نہیں آتا؟

یمن کے ایک صالح شخص اپنے اہلِ خانہ سمیت بحری رستے حج کے لیے پہنچے۔ جب جدہ پہنچے تو بندرگاہ والوں نے ان کی سختی سے تلاشی لی۔ یہاں تک کہ عورتوں کے کپڑوں کے اندر کی بھی تلاشی لی گئی۔

یہ سب دیکھ کر اس نیک بندۂ خدا کو سخت غصہ آیا اور اس نے دربارِ الٰہی میں شریفِ مکہ سید محمد بن برکات کی شکایت کی۔

اس کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس سے اپنا رخِ انور پھیرے ہوئے ہیں۔

اس نے عرض کی: ایسا کیوں یارسول اللہ؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا ظالموں کے اندر تجھے میرے اس بیٹے سے بڑا ظالم نظر نہیں آیا(کہ تونے باقیوں کو چھوڑ کر میرے بیٹے کی شکایت کی؟)

وہ شخص پریشانی کے عالم میں جاگ گیا اور توبہ کی کہ آئندہ کسی بھی سید زادے کے بارے میں ایسی جسارت نہ کرے گا، چاہے ان کا عمل کچھ بھی ہو۔

(الصواعق المحرقہ 2/700)

حکایت نمبر (43):

سید زادی کے اکرام کے سبب قاتل بری:

شہر فاس میں ایک شخص نے کسی کو قتل کر دیا۔ معاملہ قاضی کے پاس پہنچا اور اس پہ قتل ثابت ہو گیا تو قاضی نے قاتل کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

اسی دوران بادشاہ نے قاضی کی جانب پیغام بھیجا کہ: اسے مت قتل کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں فرماتے سنا ہے کہ: اسے مت قتل کرو۔

قاضی نے جواب میں کہا: اس کا قتل ضروری ہے۔

قاضی نے دوسرے دن اس قاتل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو بادشاہ نے پھر پیغام بھیجا کہ: اسے مت قتل کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوبارہ خواب میں فرماتے سنا ہے کہ: اسے مت مارو۔

قاضی نے بات نہ مانی اور قاتل کو تیسرے دن قتل کرنے کا ارادہ کیا تو بادشاہ نے پھر

پیغام بھیجا کہ: اسے مت قتل کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیسری بار خواب میں فرماتے سنا ہے کہ: اسے قتل مت کرو۔

قاضی کو غصہ آگیا۔ اس نے کہا:

ہم شرع شریف کو خوابوں کی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتے چاہے خواب کئی بار آئے۔

قاضی نے قاتل کو قتل کرنے کا پکا ارادہ کر لیا تو ایک شخص مقتول کے ولی کے پاس گیا تاکہ وہ قاتل کو معاف کر دے۔

اس سے پہلے لوگ پوری کوشش کر چکے تھے کہ ولیِ مقتول قاتل کو معاف کر دے تاکہ وہ بچ سکے۔ لیکن ولیِ مقتول کسی کی بات نہیں مان رہا تھا اور لوگ منت سماجت کر کر کے تھک ہار چکے تھے۔ مگر اب جا کر اس شخص نے جیسے ہی بات کی تو وہ فوراً مان گیا اور اس نے قاتل کو معاف کر دیا اور یوں اسے قصاص میں قتل نہیں کیا گیا۔

جب یہ ساری بات بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اس نے اس شخص یعنی قاتل کو بلوایا اور اس سے کہا:

سچ سچ بتاؤ معاملہ کیا ہے؟

قاتل نے کہا: یہ سچ ہے کہ میں نے اُس شخص کو قتل کیا ہے۔ لیکن معاملہ یہ ہے کہ میں نے اور اس نے شراب پی رکھی تھی۔ اسی حالت میں اس نے ایک سید زادی سے برائی کا ارادہ کیا تو میں نے اسے روکا۔ لیکن وہ روکنے کے باوجود باز آنے کو تیار نہیں تھا تو مجبوراً مجھے اس کو قتل کرنا پڑا تاکہ وہ سید زادی کی بیحرمتی نہ کر پائے۔

بادشاہ نے کہا:

تو سچ کہہ رہا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں رسول اللہ ﷺ کو تین بار خواب میں نہ دیکھتا۔ ہر بار وہ مجھ سے فرما رہے تھے کہ اسے مت قتل کرو۔۔۔!!!

(الصواعق المحرقۃ 2/700، 701)

حکایت نمبر (44):

درندے بھی جن کی غلامی کریں:

اللہ کریم جل وعلا نے اولادِ مصطفی ﷺ کو اس عزت سے نوازا کہ:

درندے بھی اس نسلِ پاک کی غلامی اور نوکری بجالاتے ہیں۔

علی بن یحیی منجم کہتے ہیں کہ:

دولتِ عباسیہ کے امیر جعفر متوکل کے دور میں "زینب" نام کی ایک عورت ظاہر ہوئی اور کہا کرتی کہ وہ سیدنا مولا علی اور سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمہ زہراء کی نسل سے ہے۔

متوکل نے اپنے ہمنشینوں سے کہا:

اس عورت کی سچائی کا کیسے پتا لگایا جائے اور کس سے معلوم کیا جائے؟

متوکل کے ہمنشیں فتح بن خاقان نے کہا:

امام علی بن محمد ہادی کی طرف پیغام بھیجو، وہ آکر اس کی حقیقت بتائیں گے۔

متوکل نے حضرت امام علی بن محمد ہادی کی جانب پیغام بھیجا، جب آپ تشریف لائے

تو متوکل نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو اپنے ساتھ تخت پہ بٹھایا۔

پھر عرض گزار ہوا:

یہ عورت ایسے ایسے دعوے کر رہی ہے، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

امام علی ہادی نے فرمایا:

آزمائش بالکل آسان ہے۔ اللہ جل وعلا نے مولا علی اور سیدہ فاطمہ زہراء کی حسنینِ کریمین سے اولاد کا گوشت درندوں پر حرام فرمایا ہے۔ آپ اس عورت کو درندوں کے سامنے ڈال دیجیے، اگر سچی ہوئی تو درندے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور اگر جھوٹی ہوئی تو درندے اسے کھا جائیں گے۔

جب "زینب" نامی اس عورت کو یہ بات بتائی گئی تو اس نے اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کر لیا اور اونٹ پر بیٹھ کر سامراء (عراق کے شہر) کی گلیوں میں اعلان کرنے لگ گئی کہ:

وہ "زینب کذابہ" ہے۔ اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے بیچ سیدہ فاطمہ زہراء کے ذریعے سے کوئی رشتہ نہیں۔

اور "زینب کذابہ" کی باندی دوسرے اونٹ پر بیٹھ کر یہی پکار رہی تھی، یہاں تک کہ وہ شام چلی گئی۔

اس طرح اس عورت کا معاملہ جعفر متوکل کے سامنے واضح ہو گیا۔

چند دن بعد علی بن جہم نے متوکل سے کہا:

امیر المؤمنین! اگر آپ یہی بات خود امام علی بن محمد ہادی پہ آزما کر دیکھیں تو ان کی

حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی۔

جعفر متوکل نے کہا: میں کرتا ہوں۔

پھر جعفر متوکل نے فتح بن خاقان سے کہا:

درندوں کے رکھوالوں سے جا کر بولو کہ تین درندے لے کر آئیں اور اس محل میں لا کر اس کے صحن میں چھوڑ دیں۔ ہم بیٹھ کر سارا منظر دیکھیں گے اور زینے کا دروازہ بند کر دیں گے۔ امام علی بن محمد ہادی کو بلوائیں گے، جب وہ آ کر محل کے دروازے میں داخل ہو کر صحن میں آ جائیں گے تو پچھلا دروازہ بند کر کے انہیں درندوں کے ساتھ چھوڑ دیں گے۔

علی بن یحیی کا کہنا ہے کہ:

میں اور ابنِ حمدون بھی اسی جماعت میں تھے۔ ابنِ خاقان نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت امام علی بن محمد ہادی کو بلایا گیا۔ جب آپ اندر آ چکے تو دروازہ بند کر دیا گیا اور درندے دھاڑ رہے تھے۔

جب امام علی بن محمد ہادی زینے کی جانب بڑھنے کے لیے صحن میں چلے تو درندے آپ کی جانب لپکے۔ لیکن درندوں کی دھاڑ خاموشی میں بدل چکی تھی اور ان کی کوئی حس و حرکت سنائی نہیں دے رہی تھی۔ درندے امام علی ہادی کے ساتھ اپنا آپ مس کرنے اور امام علی کے گرد چکر کاٹنے لگ گئے اور امام علی ہادی نے شفقت سے اپنی آستین ان کے سر پہ پھیری۔ پھر وہ درندے اپنے سینے زمین پہ رکھ کر بیٹھ گئے، نہ بولے اور نہ دھاڑے یہاں تک کہ امام علی ہادی زینے پہ چڑھ کر متوکل کے پاس

آئے، کچھ دیر بات چیت کرنے کے بعد واپس تشریف لے جانے کے لیے نیچے اترے تو دوبارہ درندوں نے وہی کیا جو پہلی بار کیا تھا۔

امام علی ہادی محل سے نکل کر گھر تشریف لے گئے تو جعفر متوکل نے بطور ہدیہ مالِ کثیر حضرت امام علی ہادی کی طرف بھیجا۔

پھر متوکل نے اپنے ہمنشینوں سے کہا:

اللہ کی قسم! اگر تم میں سے کسی نے لوگوں کو (آلِ رسول اور بالخصوص علی بن محمد ہادی کی یہ کرامت) بتائی تو میں تم سب کی گردنیں کاٹ دوں گا۔

علی بن یحیی کا کہنا ہے کہ: متوکل کی زندگی میں کسی کی جرات نہ ہو سکی کہ یہ بات لوگوں کو بتائے۔ جعفر متوکل کے مرنے کے بعد حاضرین نے یہ واقعہ عام کیا۔

(نظم درر السمطین 301،302)

خاتمہ

عظمتِ اصحابِ رسول ﷺ کے بیان میں

حکایت نمبر (45):

شیخینِ کریمین کے بارے میں کتے کی غیرت:

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں اندھیرے میں نماز کے لیے جایا کرتا تھا۔

ایک روز جانے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پڑوسیوں کا خونخوار کتا رستے میں موجود ہے۔

میں انتظار میں بیٹھ گیا کہ وہ ہٹ جائے تو میں جاؤں۔

یہ دیکھ کر کتا بولا:

جُزْ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، فَإِنَّمَا أُمِرْتُ بِمَنْ يَشْتُمُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ

اے ابو عبد اللہ!

آپ گزر جایئے۔ مجھے صرف ان لوگوں کے بارے میں حکم ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمرِ فاروق کو برا بھلا کہتے ہیں۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ 2371)

حکایت نمبر (46):

امام احمد بن حنبل کا پڑوسی:

امام احمد بن حنبل کا ایک پڑوسی گناہوں بھری زندگی گزار رہا تھا۔ ایک روز امام احمد بن حنبل کے پاس آیا اور سلام کیا۔ امام احمد بن حنبل نے خوشدلی سے جواب نہ دیا تو وہ عرض گزار ہوا:

اے ابو عبد اللہ!

آپ مجھ سے تنگ دل کیوں ہو رہے ہیں؟ جو کچھ میں کیا کرتا تھا، ایک خواب کی وجہ سے وہ سب چھوڑ چکا ہوں۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

آگے آؤ! کیا خواب دیکھا تم نے؟

اس نے کہا:

میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ ایک بلند جگہ تشریف فرما ہیں اور بہت سے لوگ وہاں نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں میں سے ایک ایک شخص اٹھ کر دعا کی درخواست کر رہا تھا۔

یہاں تک کہ سب لوگ عرض کر چکے اور میرے علاوہ کوئی بھی باقی نہ بچا۔

میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی اٹھ کر دعا کے لیے عرض کروں، لیکن مجھے اپنے کردار کی وجہ سے دربارِ رسالت میں حاضری سے حیا آ گئی۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے فلاں! تم آکر دعا کے لیے کیوں نہیں کہہ رہے؟

مجھے لگ رہا ہے کہ میں نے جواباً عرض کی:

یارسول اللہ! اپنے کردار کی وجہ سے مجھے حیا آ رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر شرم آ رہی ہے جب بھی آؤ اور دعا کا کہو (میں تمہارے لیے دعا کروں، کیونکہ) تم میرے صحابہ میں سے کسی کی بے ادبی نہیں کرتے۔

اس شخص کا کہنا ہے: میں اٹھ کر حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا

فرمائی۔ اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو میرے دل میں برائیوں کی نفرت پیدا ہو چکی تھی۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ 2372)

خوفِ خدا اور شرمِ مصطفی ﷺ رکھنے والے کے لیے یہ حکایات وواقعات کافی ہیں۔ وہ ان کی روشنی میں اپنے لیے درست رستہ چن سکتا ہے۔

اللہ کریم جل وعلا اپنے حبیب کے صدقے آلِ رسول ﷺ کی سچی غلامی سے نوازے۔ ہمیں اور ہماری نسلوں کو آلِ رسول ﷺ کی نوکری میں زندہ رکھے، اسی نوکری میں مارے اور کل روزِ قیامت آلِ رسول ﷺ کے نوکروں کے زمرے میں ہمارا حشر فرمائے۔

آمین

بحرمة النبی الامین

صلی اللہ تعالی علیه وعلی آله وصحبه وسلم

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین ۔ سکھر

16 محرم الحرام 1443ھ / 25 اگست 2021ء

فہرست